هو العليم الخبير

کتب خانہ ندوۃ العلماء لکھنؤ

عاریت ....

خرید

نمبر کتاب	نام کتاب	فن	نام مصنف	مطبوعہ یا قلمی	قیمت	دستخط مہتمم کتبخانہ
٢٣٠٠٠ ٧٤٤٨	تعمیر حیات ١٩٧٠	جرائد	مرتبہ سید محمد الحسنی	لکھنؤ		

نوٹ: کتاب یا جلد پر کچھ لکھنا یا خراب کرنا جرم ہے۔ کسی خرابی پر کتاب کی پوری قیمت وصول کی جاسکتی ہے۔

شعبۂ تعمیر و ترقی
دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

★ ۲۸ شعبان المعظم ۱۳۸۹ھ ★ مطابق ۱۰ نومبر ۱۹۶۹ء

تعمیر حیات

★ چندہ سالانہ آٹھ روپیہ

ایڈیٹر = سید محمد الحسنی
معاون = سعید الاعظمی ندوی

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

قرآن نے جن اعمال و حرکات کی بدولت سب سے زیادہ گھاٹے ٹوٹے زیان و خسران میں پڑنے کی خبر دی ہے (هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا) وہ ایسے ہی لوگوں کی تو ہے جو دنیا پرستی کی ساری برائیوں میں لت پت ہو کر بھی (الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا) اپنی اوندھی عقلوں اور خوش فہمیوں سے سمجھے بھی جا رہے ہیں کہ بڑے کار نمایاں انجام دے رہے ہیں (يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا) کیا دجل و دجالیت کا یہی انتہائی دور دورہ اب دن دوپہر آنکھوں کے سامنے نہیں ہے!

امام غزالی رحمۃ اللہ نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے سلسلہ میں حدیث کی جو پیشنگوئی نقل فرمائی ہے اور جس کی تفصیل اوپر کہیں گذر چکی، اس میں معروف و منکر کے امر و نہی کے ترک کا آخری و انتہائی انجام یہی تو فرمایا گیا۔ یہ کہ "تم معروف کو منکر اور منکر کو معروف جاننے لگو گے" جس کا ناگزیر نتیجہ جو ہونا چاہیے وہی ہو کر رہے گا کہ بالآخر "منکر کا حکم دینے اور معروف سے منع کرنے لگو گے۔"

غرض جو حضرات علماء معروف و منکر کے امر و نہی کی اہمیت اور اسکے ترک و غفلت کے ان نتائج بد کو محسوس فرمائیں ان کا اولین فرض خود اپنی اپنی جگہ اپنی اپنی حد تک بلا کسی جماعت سازی کے احکام دین کو پہچاننا اور امر و نہی کی ترغیبی و ترہیبی راہوں سے ان پر عمل کی نگرانی کرنا ہے۔

مولانا

عبد الباری ندوی

نظام صلاح و اصلاح

ص ۱۳۸

۲۸-

شعبان المعظم سنہ ۱۳۸۹ھ

مطابق

۱۰ نومبر سنہ ۱۹۶۹ء

پندرہ روزہ

تعمیرِ حیات

لکھنؤ

چندہ

سالانہ ...... آٹھ روپے

ششماہی ...... چار روپے

فی کاپی ۳۵ پیسے

جلد نمبر (۷) | شعبۂ تعمیر و ترقی دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ | شمارہ نمبر (۱)

Mustafa Karim Nadwi
Demawi M. Sc. (Alig)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہندوستانی مسلمان ان کا مقام اور پیغام

رابطہ کے اجلاس کی پانچویں نشست ۵ شعبان سنہ ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۵ اکتوبر ۱۹۶۹ء کو ہوئی، اس میں مختلف ممالک میں پیش آنے والے اہم و سنگین واقعات کے پیش نظر رابطہ کے ارکان کی وہ بڑی سے بڑی تعداد شریک تھی، جو اس سے پہلے کسی سال دیکھنے میں نہیں آئی تھی۔ ان مسائل میں جن پر اس نشست میں گفتگو ہوئی، اور شرکائے جلسہ نے ان سے اپنی گہری دلچسپی اور تعلق خاطر کا اظہار کیا، گجرات کے حالیہ فسادات کا مسئلہ بھی تھا، جس پر کل کی نشست میں گفتگو کا آغاز ہو گیا تھا، اور مولانا سید ابو الحسن علی ندوی نے اس مسئلہ پر ایک مفصل اور موثر تقریر کی تھی جس میں مسئلہ کا حقیقت پسندانہ جائزہ لیا گیا تھا، اور اس کا تجزیہ کرتے ہوئے اس کے قدیم و جدید اسباب سے بحث کی گئی تھی جن میں سے بعض ہندوستانی زندگی کا جز بن گئے ہیں اور بعض ہنگامی اور مقامی تھے، آج جب ممالک اسلامیہ و عربیہ کے بیشتر مقررین نے اس پر اظہار خیال کر لیا اور انہوں نے اس مسئلہ پر اپنی گہری تشویش کا اظہار کیا، اور اپنی پوری ہمدردی، اخلاقی مدد، اور تائید و حمایت کا یقین دلایا، تو آخر میں مولانا نے اس مسئلہ پر دوبارہ تقریر کی، جس کا شرکائے مجلس پر بڑا اثر پڑا، اور ہندوستانی مسلمانوں کا مقام ان کی نگاہ میں اور زیادہ بلند ہو گیا، ہم یہاں اس تقریر کا ایک خلاصہ، اور اس کے اہم مندرجات پیش کر رہے ہیں۔

Mustafa Karim Nadwi
Demawi M. Sc. (Alig)

مولانا نے فرمایا:—

صدر محترم، رفقائے کار، و اراکین رابطہ! میں اپنی حقیر ذات کی طرف سے براہ راست، اور ان کروڑوں مسلمانوں کی طرف سے نیابۃً آپکے ان ناقابل قدر جذبات و خیالات کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جن کا آپنے ہندوستانی مسلمانوں کے بارے میں بالعموم، اور ہندوستان کے حالیہ فسادات کے سلسلہ میں بالخصوص اظہار فرمایا ہے، ان جذبات و خیالات، اور آپ الفاظ و تعبیرات سے بھی زیادہ میں ان قابل قدر مقاصد و محرکات سے متاثر ہوا ہوں، جو ان تقریروں کے پیچھے کام کرتے رہے ہیں اور جنہوں نے آپ کی زبان سے یہ پُر محبت اور بے غرض الفاظ کہلوائے ہیں، اور جو اس اخوت اسلامی کا بہترین مظہر ہیں، جس کے رشتہ میں ہم آپ سب بندھے ہوئے ہیں اور جسکی قوت و عمومیت کا زبان نبوت نے اس طرح اظہار کیا ہے کہ مسلمان (اپنی باہمی محبت و الفت کی بناء پر) ایک جسم واحد کی حیثیت رکھتے ہیں، کہ اگر اس کے کسی حصہ کو کوئی تکلیف ہو تو سارا جسم بے چین و بے کل ہو جاتا ہے اور اسکی نیند اڑ جاتی ہے، بڑی ناشکری اور ناسپاسی ہو گی اگر میں ان جذبات و خیالات کی قدر نہ کروں اور ان سے اپنے گہرے تاثر کا اظہار نہ کروں، میں ایک مقدس پیغام اور عزیز امانت کی طرح آپ کے ان جذبات و تاثرات کو آپ کے ان کروڑوں بھائیوں تک پہونچاؤں گا، جنہوں نے نہ آپ کو دیکھا ہے، اور نہ آپ نے ان کو دیکھا ہے، اور جو آپ کے غم و مسرت میں اسی طرح شریک ہیں جیسے آپ ان کے دل آپ کے مصائب پر دھڑکتے ہیں اور ان کی آنکھیں آپ کی شکست و ذلت کے موقعہ پر خون کے آنسو روئی ہیں اور جیسا کل میں نے عرض کیا تھا کہ گجرات کے حالیہ فسادات میں ان عظیم اور بے نظیر مظاہروں، زبردست جلوسوں کو بھی دخل تھا، جو ہندوستان کے مختلف گوشوں میں اور تقریباً تمام بڑے بڑے شہروں میں یوم فلسطین کے موقع پر نکالے گئے، اور جنہوں نے ایک بار ثابت کر دیا کہ ہندوستان کا مسلمان باہر کی اسلامی دنیا سے کٹ نہیں سکتا، وہ عالم اسلام کے کسی حصہ پر پیش آنیوالی مصیبت کے موقعہ پر کسی دوسرے اسلامی ملک سے پیچھے نہیں ہے، اس جذبۂ اسلامی کا اظہار نے جو عرصہ سے اتنے بڑے پیمانہ پر نہیں ہوا تھا، ایکبار ہندوستان کے ان غالی احیاء پرستوں کو اور زیادہ مشتعل کر دیا، جو ہندوستانی مسلمانوں کو ہندوستان کے حدود ارجعہ میں محصور دیکھنا، اور بیرونی دنیا سے ہر قسم کے رشتے منقطع کر لینا ہندوستانی قومیت اور ملکی وفاداری کے لئے ضروری سمجھتے ہیں، ہم مسلمان اس پر آپ سے کسی شکریہ یا انعام کے طالب نہیں، ہم اسکو اپنا اسلامی، انسانی اور اخلاقی

فرض اور ایک مضطفانہ مسئلہ کی تائید سمجھتے ہیں، لیکن ہم آپ سے یہ کہنے کا فرود حق ہے کہ ؎

بجرم عشق توام می کشند غوغائیست
تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشائیست

لیکن آپ کے ان جذبات کی ادنیٰ سی ناقدری کے بغیر جن کا آپ نے کل اور آج کی تقریروں میں ہندوستانی مسلمانوں کے معاملہ، اور حالیہ فسادات کے سلسلہ میں اظہار فرمایا ہے، میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے (کیسے ہی حالات پیش آئیں) اس ملک میں رہنے اور ان حالات کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے، وہ سالہا سال سے پورے عزم و فیصلہ کے ساتھ ایک ایسے اہم اسلامی ناکے پر پہرا دے رہے ہیں جو صدیوں سے اسلامی تہذیب، دینی علوم، اور اسلام کے وسیع علمی ترکہ کا امین و محافظ رہا ہے، ان ہندوستانی مسلمانوں نے اس اسلامی میراث کی صرف حفاظت ہی نہیں کی بلکہ اس میں گرانقدر اضافہ کیا ہے اور اس کو چار چاند لگائے ہیں، انھوں نے نہ صرف اپنی استقامت کا ثبوت دیا ہے بلکہ صلاحیت و افادیت کا بھی نقش قائم کر دیا، میں ان لوگوں میں سے ہوں جو اتفاقات کی منطق کو تسلیم نہیں کرتے، وہ ہر چیز کو قضا و قدر کا فیصلہ سمجھتے ہیں، مسلمانوں کا ہندوستان میں پہونچنا محض ایک اتفاقی امر نہ تھا، حکمت الٰہی کے سلسلہ کی ایک کڑی تھی، وہ وہاں خالی ہاتھ نہیں گئے، ایک پیغام اور دعوت ساتھ لیکر گئے جس کو وہ اب بھی اپنے سینے سے لگائے ہوئے ہیں، اور اسی میں ان کی حفاظت و بقا کا راز ہے۔

حضرات!

ہندوستان کے مسلمان اتنے غبی اور بے دماغ نہیں ہیں کہ وہ اس قیام اور اس فیصلہ کے نتائج کو نہ سمجھتے ہوں، ان کو ان مشکلات کا پورا احساس ہے جو اس فیصلہ کا لازمی نتیجہ ہے، انھوں نے جب یہ فیصلہ کیا تو وہ اس کے لئے پورے طور پر تیار بھی ہو گئے، اور اگر ان میں کچھ لوگ اس فکری صلاحیت سے محروم تھے، تو اب ان فسادات نے، اور خالی احیاء پرستوں کے مطالبات، اور فرقہ پرستوں کے جارحانہ رویہ نے آنکھوں پر سے پردہ اٹھا دیا ہے، اور مسلمان سمجھ گئے ہیں کہ ان کو اپنے قیام و پیام کی قیمت ادا کرنی پڑے گی، یہ قیمت بڑی سے بڑی اور نازک سے نازک ہو سکتی ہے لیکن وہ اس کے لئے تیار ہیں، وہ ان حالات میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی نصرت و اعانت و حفاظت پر یقین رکھتے ہیں، جو ہمیشہ مظلوموں کا ساتھ دیتی، اور بے کسوں کی مدد کرتی رہی ہے، اور سارا قرآن اس کے تذکرے سے بھرا ہوا ہے، ان کو اس کا بھی احساس ہے کہ یہ سب اسلام اور رسول عربی سے نسبت کی قیمت ہے جو ان کو وقتاً فوقتاً ادا کرنی پڑتی ہے، اور یہ نسبت خدا کے یہاں بڑی قدر و قیمت رکھتی ہے "الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ"۔ گو بعض اوقات ان فسادات کے پیچھے کچھ شر پسند عناصر ہوتے ہیں، جن کی مخالفت کسی عقیدے و اصول کی بنا پر نہیں ہوتی، بلکہ ان کے پیش نظر صرف سیاسی اغراض اور ذاتی مفادات ہوتے ہیں، اور یہ بھی واقعہ ہے کہ ملک میں خاصی تعداد میں ایسے انسانیت دوست، معقولیت پسند اور محب وطن عناصر اور جماعتیں بھی پائی جاتی ہیں جو ان فسادات کی شدید سے شدید الفاظ میں مذمت کرتی ہیں، اور مظلوموں کی حمایت میں آواز بلند کرتی ہیں، پھر اگر ہندوستانی مسلمان کسی چیز پر بھروسہ کر سکتے ہیں تو اپنی ہی قوتِ ارادی، قوتِ فیصلہ، اور صلاحیت و افادیت پر، آپ مجھے معاف کریں، باہر کی حمایت و اعانت پر اعتماد کا تجربہ ناکام ہو چکا ہے، کوئی مسئلہ باہر کی زبانی تائید اور اظہار ہمدردی کے سہارے حل نہیں ہوتا، اگر کسی مسئلہ میں باہر کے لوگوں کا احتجاج، اظہار ناراضگی، مظاہرے، نعرے، جلسے اور جلوس کچھ فائدہ پہونچا سکتے، اور کسی مسئلہ کو حل کر سکتے، اور حالات میں کوئی انقلابی تبدیلی پیدا کر سکتے، تو وہ فلسطین کا مسئلہ تھا، جس سے زیادہ مبنی بر انصاف، عام فہم، اور قابل قبول مسئلہ کوئی نہ تھا لیکن یہ زبانی تائید، حمایت، اور احتجاجی جلسے اور مظاہرے اس مسئلہ کو حل کرنے میں ناکام ہوئے، اور صورتِ حال میں کوئی بڑی تبدیلی نہ پیدا ہوئی، اس میں خود آپ کے عزم و فیصلہ، ہمت و استقلال، اور اہلیت و قابلیت کی ضرورت ہے، ہم ہندوستانی مسلمان ہر قیمت پر ہندوستان میں رہنے کا فیصلہ کر چکے ہیں، ہم حالات کا مقابلہ کریں گے، ہم کو اللہ کی ذات سے امید ہے کہ وہ اپنی سنت اور قرآن کے ابدی و عالمگیر قانون کے مطابق ہماری مدد فرمائے گا، اور ہماری دستگیری کرے گا، اگر ایسا نہ ہو تو یہ چراغ کبھی کا بجھ چکا ہوتا۔

میں یہ بھی عرض کر دوں کہ میرے نزدیک ان فسادات سے زیادہ (جو ہر طرح سے قابلِ مذمت اور لائقِ نفرت ہیں) خطرناک وہ تہذیبی و ذہنی ارتداد ہے جو ہندوستان کی متعدد ریاستوں میں سرکاری نظام تعلیم، احیائیت، اور ہندو دیومالا کی تعلیم کے نتیجے میں ہندوستانی مسلمانوں کو چیلنج کر رہا ہے اور جو اس وقت کی نوخیز نسل، اور آئندہ نسلوں کے لئے دینی ارتداد کا بھی پیش خیمہ ہے، میں نے اپنی بعض گذشتہ تقریروں میں اس خطرہ کی نشان دہی کی ہے، اور اس کی سنگینی کا تذکرہ آپ کے سامنے آیا ہے، مسلمان اس کے مقابلہ میں اپنی بے سروسامانی، اور جان و مال، عزت و آبرو کے اس خطرہ کے ساتھ جو ان فسادات کی شکل میں وقتاً فوقتاً رونما ہوتا رہتا ہے، اس خطرہ کا بھی مقابلہ کر رہے ہیں اور وہ اس کے لئے وہ کوششیں عمل میں لا رہے ہیں جو ان کے محدود وسائل اور ان کے پیچیدہ صورت حال کے ساتھ ممکن ہے۔

میں آپ سب حضرات کی ان ہمدردیوں کا نہایت شکر گذار ہوں اور دل سے چاہتا ہوں کہ مسلمان جہاں بھی ہوں دوسرے مسلمان کا درد محسوس کریں، اور اس کے اس درد کے مداوی کے لئے نتیجہ خیز، مفید، تعمیری اور عملی، اور مؤثر تدابیر اختیار کریں۔

> بدقسمتی سے عموماً لوگ سمجھتے ہیں کہ صرف بھوکے پیاسے اور زن و شوہر کے تعلق سے الگ رہنے کا نام روزہ ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
> "بہت سے روزہ دار ہیں کہ ان کو بھوکے رہنے کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا، روزہ آدمی کیلئے ڈھال ہے جبتک کہ اسکو پھاڑ نہ ڈالے" کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ روزہ کس چیز سے خراب ہوتا ہے فرمایا جھوٹ اور غیبت سے" روزہ رکھکر بھی جو شخص جھوٹ اور فریب کا کام نہ چھوڑے تو خدا کو اسکی ضرورت نہیں ہے کہ انسان اپنا کھانا پینا چھوڑ دے" بخاری شریف

سیلاب کی تباہ کاریاں اور ہمارے اعمال

(از۔ مولانا عبدالرؤف خاں رحمانی جھنڈانگری)

حوادث و مصائب کے علل و اسباب

ان کوائف و احوال کی تاویل و توجیہہ ایک مادہ پرست کچھ بھی کر سکتا ہے لیکن ایک خدا پرست جو اسی سلسلہ علل و اسباب سے ماوراء ایک ذات وحدہٗ لاشریک لہٗ اور اسی ساری کائنات کے خالق و مالک کا ایمان و اعتقاد رکھتا ہے اس کے لئے اس میں بڑی ہی عبرت و نصیحت ہے اس کے نزدیک عالم امکان کا ہر چھوٹا بڑا واقعہ خالق کون و مکاں کی حکمت و مشیئت کے تابع ہے۔ اسی عقیدہ و خیال کے تحت آئیے ہم ان حالات و کوائف کا تجزیہ و توجیہہ کریں اور ان سے عبرت و نصیحت حاصل کرتے ہوئے بحیثیت ایک فرد اور ایک ملت اپنے آپ کو درست کرنے اور سنوارنے کی کوشش کریں۔ اسی طرح اپنی اور اپنے ابنائے نوع کی خیر و فلاح کی سبیل کر سکیں گے۔

قرآن کریم کی آیت سے یہ امر واضح ہے کہ اس کائنات میں جو خیر و فلاح شر و فساد رونما ہوتا ہے وہ انسانی کرتوت کا حاصل اور اس کے حرکت و عمل کا نتیجہ ہوتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔ وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر (شوریٰ)

یعنی تم کو جو کچھ تکلیف پہونچتی ہے یہ سب تمہارے اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے اور وہ خدا تمہارے بہت سے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

ایک دوسرے مقام پر یوں ارشاد ہوتا ہے: ولو ان اھل القریٰ اٰمنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکات من السماء والارض ولکن کذبوا فاخذناھم بما کانوا یکسبون۔ (یعنی اگر بستیوں والے ایمان لاتے تو ہم آسمان و زمین کی برکتیں ان پر کھول دیتے لیکن انھوں نے تکذیب سے کام لیا تو ہم نے ان کو ان کے اعمال بد میں گرفتار کرلیا۔)

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

فلولا اذ جاءھم باسنا تضرعوا ولکن قست قلوبھم وزین لھم الشیطان ما کانوا یعملون۔ فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیھم ابواب کل شئ حتیٰ اذا فرحوا بما اوتوا اخذناھم بغتۃ فاذا ھم مبلسون فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین (الانعام)

(یعنی اے نبی! پھر جب ہمارا عذاب ان پر پہونچا تو کیوں نہ گڑگڑائے لیکن ان کے دل سخت ہو چکے تھے اور شیطان نے ان کے کام ان کی نظروں میں مزین کر دیئے تھے۔ پھر جب وہ تمام نصیحت کی باتیں بھول گئے تو ہم نے ہر طرح کی نعمتوں کے دروازے ان پر کھول دیئے یہاں تک کہ جب وہ خدا کی دی ہوئی نعمتوں پرستی کرنے اور اترانے لگے تو ہم نے ان کو ناگہاں پکڑ لیا پھر وہ اپنی آسائش سے ناامید ہو گئے پس ظالموں کی جڑ کٹ گئی اور سب تعریفوں کا مالک اللہ رب العالمین ہے۔ (سورہ انعام)

ایک اور جگہ یوں ارشاد ہوا ہے۔

قل ھو القادر علیٰ ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم او یلبسکم شیعا ویذیق بعضکم باس بعض انظر کیف نصرف الاٰیات لعلھم یفقھون (الانعام)

(یعنی اے محمدؐ! کہدو کہ وہ اس بات پر قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب اوپر سے (مثلاً سیلاب) یا نیچے سے بھیجے یا تم کو مختلف فرقے بنا کر ایک کو دوسرے سے لڑا کر (باہمی بربادی کا) مزہ چکھا دے تو دیکھو ہم کس طرح کے دلائل ان کو بتلاتے ہیں تاکہ یہ لوگ سمجھیں۔

اس بلا خیز طوفان اور ہولناک سیلاب میں اوپر سے بھی عذاب (بے پناہ بارش) کا سلسلہ قائم تھا اور لوگوں کی روایت ہے کہ نیچے سے پانی کے سوتے چشمے پھوٹ کر جاری تھے اس طرح یہ سیلاب عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم کے مصداق تھا۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

فکلا اخذنا بذنبہ فمنھم من ارسلنا علیہ حاصبا ومنھم من اخذتہ الصیحۃ ومنھم من خسفنا بہ الارض ومنھم من اغرقنا وما کان اللہ لیظلمھم ولکن کانوا انفسھم یظلمون۔ (عنکبوت)

(یعنی ہر ایک کو ہم نے اسکی گناہوں کے سبب پکڑا، کسی پر پتھروں کی بارش کی اور کسی کو غیبی چیخ نے پکڑا، کسی کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا، کسی کو ہم نے غرق کر دیا اور اللہ ان پر ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔

آیات مبارکہ مندرجہ بالا کا حاصل اور خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو جو کچھ راحت یا تکلیف پہونچتی ہے (خواہ وہ زلزلہ ہو یا قحط سالی، سیلاب ہو یا گرانی) یہ خود اس کے اعمال و کردار کا لازمی نتیجہ ہوتا ہے نیز اپنے خاص مرکز و محور سے ہٹ کر سرتابی اور بے راہ روی اختیار کرنے کا انجام ہوتا ہے۔ ہر طرح کے مصائب و تکالیف میں ڈال کر اسے سنبھلنے اور اپنے مرکز و محور کیطرف پلٹنے کی سبیل فراہم کی جاتی ہے اگر پھر بھی وہ اپنی فطرت صحیح کیطرف نہ پلٹا تو پھر اس کی رسی پوری طرح ڈھیل کر دی جاتی ہے اور اس پر ہر طرح کی نعمتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، یہاں تک کہ وہ خدا کی دی ہوئی نعمتوں پر خوب اترانا اور مستی کرنے لگتا ہے۔ پھر اچانک عذاب الٰہی اسے آن پکڑتا ہے۔ (باقی)

تمام علمائے امت کیلئے یقین بخش راہِ عمل

وحدتِ امت و دین کی واحد راہ

از: صوفی نذیر احمد کاشمیری

بٹھیں۔ حنفی مسلک کے مشہور عالم مفتی محمد شفیع صاحب کہ جو تقسیم سے پہلے دیوبند میں مفتی تھے اور تقسیم کے بعد کراچی میں مقیم ہیں اور درس و افتار میں مصروف ہیں، اپنے دو شیوخ، (حقیقت میں یہ دونوں عالم ہندوستان کے ہزاروں علمار کے بھی شیوخ ہیں) کے متعلق حسب ذیل دو واقعہ بیان فرماتے ہیں۔ (ماخوذ از وحدتِ امت شائع کردہ مکتبہ المنبر لائل پور مغربی پاکستان)

۱۔ علامہ انور شاہ کشمیری کے متعلق یہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ انھوں نے نہایت غمگین و اداس ہوکر یہ فرمایا کہ وہ سمجھتے ہیں کہ انھوں نے ساری عمر ضائع کردی۔ مفتی صاحب کا کہنا ہے کہ جب انھوں نے پوری کریہ کرتے ہوئے عمر کے ضائع کرنے کا سبب دریافت فرمایا تو شاہ صاحب نے جو جواب دیا اس کا خلاصہ یہ تھا کہ ان کی سب عمر بعض فقہی مسالک کو دوسرے پر ترجیح دینے میں گذری ہے۔ حالانکہ اس طریق عمل کے خطا وصواب کی حقیقت نہ تو دنیا میں معلوم ہوسکتی ہے اس لئے کہ ان مابہ الاختلاف فقہی مسائل میں خطا وصواب دونوں کا احتمال مسلمات میں ہے۔ پھر ان کی حقیقت برزخ میں بھی نہ کھلے گی۔ اس لئے کہ برزخ میں بھی ان کے متعلق کوئی سوال و جواب نہ ہوگا۔ پھر ان کی حقیقت میدان حشر میں بھی نہ کھلے گی اس لئے کہ یہ مسالک وہاں بھی کسی صورت زیر بحث نہ آئیں گے اب وہ آخری پیرا نقل کردیا جاتا ہے کہ جو بقول مفتی صاحب شاہ صاحب کے اپنے الفاظ میں ہے۔

”تو جس چیز کو نہ دنیا میں کہیں نکھرنا ہے نہ برزخ میں نہ محشر میں اسی کے پیچھے پڑ کر ہم نے اپنی عمر ضائع کردی، اپنی قوت صرف کردی اور جو صحیح اسلام کی دعوت تھی مجمع علیہ اور سبھی کے درمیان۔ جو مسائل متفقہ تھے اور دین کی جو ضروریات سبھی کے نزدیک اہم تھیں، جن کی دعوت انبیائے کرام لے کر آئے تھے، جن کی دعوت کو عام کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا تھا، اور وہ منکرات جنکو مٹانے کی کوشش ہم پر فرض کی گئی تھی۔ آج یہ دعوت تو نہیں دی جا رہی ہے یہ ضروریات دین تو نگاہوں سے اوجھل ہو رہی ہیں اور اپنے و اغیار ان کے چہرے کو مسخ کر رہے ہیں اور وہ منکرات جن کو مٹانے میں ہمیں لگے ہونا چاہئے تھا وہ پھیل رہے ہیں۔ الحاد آرہا ہے، شرک و بت پرستی چل رہی ہے۔ حرام و حلال کا امتیاز اٹھ رہا ہے، لیکن ہم لگے ہوئے ہیں ان فرعی و فروعی بحثوں میں“

(صفحہ کتاب وحدت امت)

قابل توجہ بات

یہاں قابل توجہ بات یہ ہے کہ صدیوں سے جن مسائل پر جدال و مباحث کے باعث امت کی اندرونی وحدت پارہ پارہ ہوگئی وہ دنیا میں کسی بھی یقینی انجام تک نہیں پہونچ سکتے برزخ میں ان کے متعلق کوئی سوال نہ ہوگا اور عاقبت میں وہ کسی صورت زیر بحث نہ آئیں گے۔ لہذا ان میں جدال و مناظرے نہ صرف عمر ضائع کرنا ہے بلکہ اصل دین سے توجہ کو ہٹانے کا سبب ہے۔

سب سے بڑی مضرت

اور اس فقہی کرید اور کنج کاوی کا ہلاکت انگیز اور دین و ملت کی بنیادوں کو تہ و بالا کردینے والا جو نتیجہ ہے وہ یہ ہے کہ تمام وہ حسنات و معروفات کہ جنہیں عالمگیر ترویج دینے کے لئے اس امت کا فرد فرد ہر موقف و ہر مقام پر مامور تھا، جس کے لئے جان تک دینا اس کا فرض تھا اور وہ منکرات و سیئات کہ جنہیں مٹاتے ہوئے جان دینا شہادت فی سبیل اللہ تھی۔ وہ ایمانیات و اخلاقیات کہ جو تمام انبیاء کا متفقہ اور مسلمہ وہ دین تھا کہ جن کے متعلق یہ سب انبیاء مامور تھے "ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ" (دین کو قائم کردیا، قائم رکھو اور اس میں تفرقہ نہ ہونے دو) آج عوام تو عوام بڑے سے بڑے عالم دین کہلانے والے کے یہاں اس کا کوئی بھی واضح تصور ندارد ہے۔ حالانکہ ان بنیادی حسنات و سیئات کا امتیاز اور ایک کا اثبات و قیام اور دوسرے کا امحاء و انہدام، انکسار و بیخ کنی اساس دین ہے۔ آج ان مسلمات کی جگہ سارے ہی مشرکانہ اوہام و خرافات نے لے لی ہے اور امت ہر مقام پر اس طرح پسپا ہوتی ہوئی اندر کی طرف سکڑ رہی ہے کہ وہ چھوئی موئی کا پھول ہے کہ جو کسی کا ہاتھ لگ جانے سے مرجھا جائے گا۔

علاج: تمہید:

اب علاج کے سلسلے میں مفتی صاحب اپنے دوسرے شیخ الشیوخ حضرت شیخ الہند محمود الحسن صاحب سے حسب ذیل تقریر نقل فرماتے ہیں یہ تقریر حضرت نے مالٹا کی قید سے رہا ہو کر واپس ہندوستان پہونچنے پر دیوبند میں علماء کے ایک ثقہ گروہ کے سامنے فرمائی تھی؛

”میں نے جہاں تک جیل کی تنہائیوں میں اس پر غور کیا کہ پوری دنیا میں مسلمان دینی اور دنیاوی ہر حیثیت سے کیوں تباہ ہو رہے ہیں تو اس کے دو سبب معلوم ہوئے۔

۱۔ ایک ان کا قرآن کو چھوڑ دینا دوسرے آپس کے اختلاف و خانہ جنگی اس لئے میں وہیں سے یہ عزم لے کر آیا ہوں کہ اپنی باقی زندگی اس کام میں صرف کروں کہ قرآن کو لفظاً و معناً عام کیا جائے۔ بچوں کے لئے لفظی تعلیم کے مکاتب ہر بستی بستی میں قائم کئے جائیں۔ بڑوں کو عوامی درس قرآن کی صورت میں اس کے معنی سے روشناس کرایا جائے اور قرآنی تعلیمات پر عمل کے لئے آمادہ کیا جائے اور مسلمانوں کے جنگ و جدال کو کسی قیمت پر برداشت نہ کیا جائے۔

(صفحہ وحدت امت)

(۲) ایمانیات و اخلاقیات و عبادات کہ جو تمام انبیاء کے متفقہ مسلمات دین ہیں اور جو امت میں بینات و بدیہیات اولیہ کا درجہ رکھتے ہیں ان کی ترویج کا فوری انتظام کیا جائے۔ جہاں تک ہمگانہ بنائے اسلام کا تعلق ہے، وہ آج بھی تمام دو ائرامت (شیعہ و سنی) کے ہاں مسلمات میں داخل ہے۔ لہذا آغاز کار کے لئے یہ کافی بنیاد ہے۔ جہاں تک اخلاقیات کا تعلق ہے وہ آج بھی نہ صرف تمام دو ائرات میں مسلمات میں داخل ہیں بلکہ قریباً تمام ہی مذاہب عالم کا مشترکہ اثاثہ آج بھی ہیں اور حقیقت میں باقی مذاہب کے ماننے والوں میں گھس کر کام کرنے کا یہی راستہ ہے۔ اخلاق کردار ہی باقی دنیا کو دین حق کی طرف متوجہ کرنے کا مرکزی ذریعہ ہے۔ ایمانیات اگر شجرۂ دین کی جڑیں ہیں تو اخلاقیات اس کا تنہ ہیں اور آج یہی دو چیزیں اس درجہ کمزور ہیں کہ بقائے امت ایک معجزۂ اتم الانبیاء ہی ہے۔ ورنہ اس کی بقاء اور کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی، علماء نے یہاں ساری وہ توجہ کہ جو ایمانیات و اخلاقیات کی طرف ہونی چاہئے تھی وہ ساری کی ساری توجہ ان فقہی مسائل کی طرف صدیوں سے مصروف ہے جن کی مجموعی قدر و قیمت صدر ہیں ملت کے ایک جامع و مانع قسم کے (علامہ انور شاہ کشمیری) کی زبان سے عرض کی جاچکی ہے۔ رہے عوام کو تو (ان) کے یہاں ایمانیات کی جگہ مشرکانہ اوہام اور جذب و جنون و جذباتیت و رومان قسم کی خرافات لے چکے ہیں لہذا اپنی اندرونی اصلاح کیلئے مبادیات دین سے تمسک پہلا قدم ہے۔

۳۔ ملت اسلامی کی وہ واحد خصوصیت کہ جو اسے تمام مذاہب عالم سے ممتاز کرتی ہے، وہ ساری کائناتِ انسانی کے مقابل اس کی داعی الی اللہ کی حیثیت ہے۔ غالباً اسلامی فرقوں میں سے ایک بھی اس کا انکار نہ کرسکیگا۔ حقیقت میں یہی وہ نصب العین ہے کہ جو امت کو سارے ان داخلی نوعیت کے تفرقوں سے نجات دلاسکتا ہے کہ آج امت جن داخلی تفرقوں کا شکار ہوچکی ہے۔ آج چند فقہی نوعیت کے مسائل اگر علمائے امت کے ذہن و فکر کا محور بنے ہوئے ہیں تو عوام کے یہاں مندرجہ صدر اوہام و خرافات اگر علمی صلاحیتوں کو گھیرے ہوئے ہیں تو اعتقاد میں چند شخصیتوں سے ہیرو پرستانہ غلو ان کا ایمان ہے۔ لیکن دین کو ساری کائنات انسانی تک پہونچانے کے متعلق جوں ہی امت کا احساس بیدار ہوگا یہ سب غلو کالعدم ہوتے جائیں گے اندرونی اصلاح اور بیرونی دعوت ایک ہی حقیقت کے دو رخ ہیں۔ صحابۂ کبار جتنا دین سیکھتے تھے اتنا دوسروں کو سکھاتے تھے ان کی زندگیوں میں کہیں یہ پتہ نہیں چلتا کہ پہلے انسان چود علموں میں طاق ہولے پھر ایک بڑے حکیم کی طرح دوکان لگا کر علاج معالجہ کرے۔ یہ طریقے بہت بعد کے ہیں اور اپنی ساری افادیتوں کے باوجود کسی صورت معیاری طریق عمل کا بدل نہیں بن سکتے۔ معیاری طریق عمل تو صرف دور رسالتمآب اور آپکے صحابہ کا ہے۔ تبلیغ کا انداز وہی ہے کہ جو سیکھو وہ دوسروں کو سکھاؤ۔

(۴) مدرسہ:

صدیوں سے مدرسہ کو دین سیکھنے اور سکھانے کا ماڈل سمجھ لیا گیا ہے، جو ایک نفسیاتی مغالطہ ہے۔ موجودہ مدرسہ کا آغاز تو اس وقت ہوا جب مسلم ملوکیت نے عالمگیر انداز پر اپنے شہنشاہی نظام قائم کردئیے۔ اور ان کے تسلسل و بقا کے لئے انھیں رو بینڈو پڑھے لکھے لاتعداد کارکنوں کی ضرورت لاحق ہوئی۔ ملوکیت کو خلافت بتا کر اس کے قائم کردہ اداروں کو معیاری ادارے سمجھ لینا، وہ مہلک نفسیاتی مغالطہ ہے کہ جس نے ابتداء تو ملتِ اسلامیہ کی دینی حرکت کو سکون سے بدل دیا اور آج عالمگیر جمہوری فضا کے دباؤ میں یہ جمود و سکون الٹے پاؤں پیچھے کو چل رہا ہے۔ دینی عزیمت اکثر و بیشتر پیچھے کی طرف حرکت کررہی ہے اور جن جن دوائر حیات کو وہ خالی کرتی جا رہی ہے ان پر دوسرے قسم قسم کے "ازم" قابض ہوتے جاتے ہیں۔ نیشنل ازم، فیسزم، سوشل ازم، کمیونزم، ری پبلکن ازم (جمہوریت) اور نہ معلوم کون کون ازم ساری عالمگیر اخلاقی انارکی کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے ملتِ اسلامی پر ہمہ گیر و عالمگیر انداز کے حملے میں مصروف ہیں۔ ملوکیت کے نچے کھچے آثار باقیہ اپنی بقا کو مندرجہ صدر نفسیاتی مغالطہ کے ماتحت دین و ملت کی بقاء قرار دے رہے ہیں۔ اور علمائے مدرسہ کی بڑی بڑی اکثریت اسے حق جان کر اپنی ساری ہمدردیاں ان کے ساتھ رکھتی ہے حالانکہ جمہوری حقوق و فرائض کی نشر و اشاعت نے آج جو صورت حال اختیار کرلی ہے وہ اس بات میں کوئی شک نہیں چھوڑتی کہ ملوکیت اب داستان ماضی سے تعلق رکھتی ہے نہ کہ حال و مستقبل سے۔ انہی کے آثار باقیہ کا زوال علمائے مدرسہ کی عالمگیر مایوسی کا ایک عبرتناک منظر ہوگا۔ جمہوریت کا جواب تو اخوت انسانی کا خلافت راشدہ کا نظام جیسا ہوسکتا ہے۔

جمہوریت اور خلافت کا فرق

جمہوریت مادی مفادات کے تقابل و تصادم کی بنیادوں پر انسانیت کو ناقابل شمار طبقات میں تقسیم کرتی ہوئی اسے سر اٹھانے والوں کے ہزاروں کیمپس میں بانٹ دیتی ہے اور اخوت تعاون کے اصول پر نوع انسانی میں اخلاقی اقدار کو بنیادی اہمیت دیتے ہوئے انھیں کی روشنی میں سارے انسانوں کے مادی مفادوں میں کمال ہم آہنگی پیدا کرتی ہے لہذا جمہوریت گو عام طور پر عوام کو اپنے حقوق حیات کا احساس دلانے کے باعث ان کے اندر ایک خاص مادی نوعیت کی جہد للبقا پیدا کردیتی ہے لیکن اپنے مآل و انجام کے لحاظ سے خانگی زندگی سے شروع کرکے سیاسی، اور اجتماعی زندگی تک بندربانٹ اور فساد پر منتج ہوتی ہے۔ اسی کی خوفناک شکل کمیونزم ہے۔ اخوت اس کے مقابل امن و ایمان کی انسانی داخلی حس کو بیدار کرتے ہوئے سلامتی و اسلام کے خارجی نظام میں پرو دینے کا کام کرتی ہے۔ یہاں جو ایک انسان [illegible] حقوق ہیں وہی سارے نوعِ انسانی کے فرائض و حقوق ہیں، لہذا اس کا قدرتی نظم صرف تعاون ہے جمہوریت کا طریق عمل تصادم و تقابل اور مذہب کا طریق عمل تعاون ہے۔

(باقی)

اردو پڑھیئے
اردو لکھئے۔
اردو بولئے۔

روزہ ۔ دوسری قوموں میں

كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم لعلكم تتقون

مذکورہ آیت کریمہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ روزہ اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے جو ہر بالغ مسلم پر فرض ہے اور جس طرح حکم الٰہی ہونے کی وجہ سے یہ عبادت ہے اسی طرح اس کا عظیم مقصد حصول تقویٰ ہے اس کے ساتھ ساتھ اس آیت میں ایک ناقابل انکار تاریخی پہلو کی طرف اشارہ ہے کہ روزہ کوئی ایسی طرز عبادت نہیں جس کی تعلیم قرآن نے پہلی دفعہ دی ہے بلکہ پہلی امتوں پر بھی روزہ فرض تھا گو اس کی نوعیت دوسری تھی۔ قرآن کے اس دعوے کی اس وقت تشریح مقصود ہے۔

بعض عقل پرستوں کا دعویٰ ہے کہ روزہ ان وحشی قوموں کی تقلید ہے جو یہ عقیدہ رکھتی تھیں کہ نفس کو مشقت میں ڈالنا خدا کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔ یہ بات اپنی جگہ صحیح ہے۔ چنانچہ بدھ مذہب میں یہ اصول ہے کہ بندہ جب تک اپنی ریاضت کے ذریعہ جسم کو خوب نحیف اور کمزور نہ کرے یہاں تک کہ نفس اکراہ کے تابع رہنے کا عادی ہو جائے حق کی معرفت ناممکن ہے اور اسی طریقہ ریاضت و عبادت سے بندہ خدا کی رضا حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن کیا مذہب اسلام نے بھی اسی نظریہ و اصول کو اپنی عبادتوں میں جگہ دی ...... ہے؟ نہیں قرآن کی تو اس سلسلہ میں یہ تعلیم ہے فعدة من ايام اخر يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر (دوسرے دنوں میں روزے رکھ لو خدا آسانی چاہتا ہے سختی نہیں چاہتا)۔

اسلام تو رہبانیوں کی راہ بند کرتا ہے اگر وحشی قوموں نے اللہ کی خوشنودی کا ذریعہ مشقت نفس سمجھا تو وہ ان کی جہالت تھی اسلام کا تو یہ ازلی قانون ہے لا يكلف الله نفسا الا وسعها (خدا کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا)

اسی قسم کا ایک اور خیال ظاہر کیا گیا ہے جس کی کوئی اصل نہیں اور محض ایک بے بنیاد خیال ہے۔ ہربرٹ اسپنسر اپنی ایک کتاب (پرنسپلز آف سوشیالوجی) میں نقل کیا ہے کہ روزے کی ابتداء یوں ہوئی ہوگی کہ جاہلیت کے زمانہ میں لوگ یہ خیال کرتے ہوں گے کہ ہم فاقہ کر کے اپنے مردوں کو اپنے حصہ کا کھانا پہونچا سکتے ہیں۔

تعجب ہے کہ اسی بے بنیاد خیال کو (انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا) کے مصنف نے بھی نقل کیا ہے۔ اور خود آگے چل کر روزے کے ثبوت میں اپنا خیال اس طرح ظاہر کیا ہے۔

"گو روزوں کے اصول و طریق باختلاف آب و ہوا اور قومی تہذیب ہر مذہب میں مختلف ہیں لیکن بمشکل کسی ایسے مذہب کا نام لے سکتے ہیں جس کے قانون مذہبی [illegible] روزہ تسلیم نہ کیا گیا ہو اور آگے چلکر دوسری جگہ کہا گیا ہے

"روزہ بحیثیت ایک مذہبی رسم تقریباً ہر جگہ موجود ہے"

از۔ محمد یحییٰ ہنڈوی

روزہ کی نوعیت اور اس کی اہمیت گذشتہ قوموں میں کس طرح کی تھی اس کا صحیح اندازہ مشکل ہے کیونکہ ان کی کتابیں کہیں ہیں اور کہیں نہیں ہوتا ہے کہ تدوین تاریخ کا دور بعد میں شروع ہوا اور تاریخ ادیان کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا وہ مذہبی کتابوں کی بہ نسبت ہی مثبت ہے اس لئے روزہ کا تاریخی جائزہ اور قرآنی دعویٰ کے ثبوت کے لئے ان پر بھی نظر ضروری ہے۔

یہودی مذہب میں روزہ فرض تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لے گئے اور وہاں چالیس دن روزہ رہے چنانچہ اس کا تذکرہ قرآن میں بھی ہے۔

وواعدنا موسى ثلثين ليلة واتممناها بعشر فتم ميقات ربه اربعين ليلة۔

اکابر مفسرین نے لکھا ہے کہ ان چالیس دنوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام روزہ سے رہے۔ مفسرین صحابہ میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے یہی قول منقول ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ صحیفہ آسمانی کے نزول کے وقت ہر پیغمبر کو اس خاص عبادت روزہ کی منزل سے گزرنا پڑا اور اس کی یادگار امت میں قائم رکھی گئی۔

یہود کے یہاں آج بھی قانون مذہبی کے رو سے سال میں متعدد بار یک روزہ فرض ہے۔ سال کے ساتویں ماہ کا دسواں دن تو عام مفروض ہے ان کے علاوہ توراۃ کے مختلف صحیفوں میں روزہ کا تذکرہ ملتا ہے جس کی فرضیت اور اس پر یہود کا ایک زمانہ تک عمل پیرا ہونا معلوم ہوتا ہے۔

لوقا میں مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنگل میں چالیس دنوں تک روزے سے رہے اسی طرح حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں صحیفوں کے اندر مذکور ہے کہ وہ بھی روزے رکھتے تھے اور ان کی پوری امت روزہ رکھتی تھی۔

مرقس صحیفہ میں ہے کہ یہودیوں نے ایک مرتبہ حضرت یحییٰ علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں شکایت کی کہ تیرے شاگرد روزہ کیوں نہیں رکھتے اسی طرح ایک موقع پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے شاگردوں کو نصیحت کرتے ہیں۔

"جب تم روزہ رکھو تو ریاکاروں کی طرح اپنا چہرہ اداس نہ بناؤ کیونکہ وہ اپنا منہ بگاڑتے ہیں کہ لوگوں کے نزدیک روزہ دار معلوم ہوں میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا بدلہ پا چکے ہیں، تم جب روزہ

رکھو تو اپنے سر میں تیل لگاؤ اور منھ دھوؤ تاکہ تم انسان پر نہیں بلکہ اپنے باپ پر جو پوشیدہ ہے روزہ دار ظاہر ہو اور تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھ کو کھلا بدلہ دے۔ ۶-۶-۷"

ایک اور مقام پر حوارین عیسیٰ (علیہ السلام) سوال کرتے ہیں کہ ہم اپنے نفس کی خباثتوں کو کس طرح دور کر سکتے ہیں اور حصول تقویٰ کا کیا ذریعہ ہے جواب میں حضرت عیسیٰ علی نبینا فرماتے ہیں:

"یہ جنس سوائے دعا نماز اور روزہ کے کسی اور طرح سے نہیں ختم ہو سکتی"

خود ہندوستان کے اندر جہاں تک پتہ چلتا ہے ابتدا سے روزہ جاری ہے جسکو ہندو برت کا نام دیتے ہیں، یہاں کے قدیم مذہب میں ہندی ماہ کی گیارہویں تاریخ کو ایک خاص روزہ ہوتا ہے جس کو ایکادشی کہتے ہیں۔ یہ برہمنوں پر فرض ہے اس کے علاوہ برہمن کاتک کے مہینہ میں پیر کے دن ایک روزہ رکھتے ہیں۔ جوگیوں کے بارے میں مشہور ہے کہ چلا کشی کرتے ہیں اور روزہ رہتے ہیں۔

ہندو مذہب میں ایک قوم جینی ہے جس کے بارے میں مشہور ہے کہ ان کے مذہب میں روزہ کے سلسلہ میں بہت سخت اور دشوار شرائط ہیں۔ اسی مذہب میں چالیس دن کا ایک روزہ ہوتا ہے۔ آج بھی گجرات اور دکن کے علاقوں میں جینی قوم پائی جاتی ہے جو ہفتوں ہفتوں کا روزہ رکھتی ہے۔

یونان میں روزہ صرف عورتوں ہی پر فرض تھا جس کو وہ تھسموفریا یونانی مہینہ کا نام ہے اس کی تیسری تاریخ کو روزہ رکھتی تھیں اسی طرح پارسیوں میں بھی روزہ فرض ہے گو کہ اس کے عام پیرو نہیں رکھتے لیکن ان کے مقدس صحیفوں میں روزہ کا تذکرہ ملتا ہے۔

اسلام کے آنے سے پہلے عربوں میں بھی روزہ رکھنے کا رواج تھا جس کو وہ ایک مذہبی فریضہ سمجھ کر رکھتے تھے لیکن ان کے بعض روزے تو یہودیوں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے ان میں رواج پا گئے تھے مثلاً عرب بھی عاشورا کا روزہ رکھتے تھے اور اس دن غلاف کعبہ تبدیل کر کے دوسرے غلاف سے زینت دیتے تھے اس کے علاوہ دیگر روزے بھی رکھتے تھے جن کی نوعیت بھی دوسری تھی اسلام کے آنے تک جستہ جستہ اس پر عمل کا تذکرہ بھی حدیثوں میں ملتا ہے مثلاً دھوپ میں ننگے سر کھڑا رہنا اور کسی سے بات نہ کرنا اسیطرح ایک مرتبہ کھا لینے کے بعد جب سو جاتے تو روزہ شروع ہو جاتا تھا چنانچہ ایک صحابی رمضان کے زمانہ میں شام کو کھانا پکنے سے پہلے سو گئے تو پھر دوبارہ نہیں کھایا اور دوسرے دن بھی اسیطرح روزہ ہے، دوسرے دن یہ آیت نازل ہوئی:

وكلوا واشربوا حتى يتبين لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود من الفجر ......

(اور اس وقت تک کھاؤ پیو جب تک رات کا تاریک خط صبح کے سفید خط سے ممتاز ہو جائے)

اسلام نے اس کی اصلاح کی اور روزے کے سلسلہ میں ایک ازلی قانون بنایا جو ایک عین عبادت اور خدا کی خوشنودی اور اس کی رحمت کا ذریعہ ہے نہ کہ بندوں کے لئے زحمت اور مشقت۔ تمام مذاہب اور قوموں کی تاریخ کا جائزہ لینے کے بعد یہ بات سامنے آجاتی ہے کہ ہر مذہب میں یہ خاص عبادت روزہ کسی نہ کسی صورت میں ضرور ہے۔

بقیہ:۔ خط طلبائے دار العلوم ندوۃ العلماء کے نام

کیا سے کیا ہو جاتی ہے تم زبان سے کچھ نہ بھی کہو گے تب بھی تمہارا سراپا ایمان اور سراپا کردار وجود خود مخلوق کی اصلاح کرنے گا اور یہی پہلے بھی ہو چکا ہے تم اپنی ملت کی تقدیر بدل دو گے تم سارے انسانوں کی تقدیر بدل دو گے۔

اے مومن بچو! تیاری کرو کوئی لمحہ ضائع نہ کرو ہر پہلو سے اپنی اصلاح اور حصول تعلیم میں لگ جاؤ کسی چیز کی طرف دھیان نہ دو صرف یہ چیز سامنے رکھو کہ تم کو مرد مومن بننا ہے اپنے خدا کے حکم کی تعمیل کرنا ہے اللہ کے بندوں کا اللہ سے رشتہ جوڑنا ہے سیرت پاک کے کھوج میں خود کو کھو دو صحابہ کرام کی زندگیوں کو سامنے رکھو، کوئی مرحلہ ہو، گھریلو معاملات ہوں تجارت ہو زراعت ہو صنعت ہو کوئی پیشہ ہو غرضکہ جو کچھ جس وقت سامنے ہو۔ اسکو ایک مرد مومن کی حیثیت سے نبٹو۔ صحابہ کرام یہی کرتے تھے وہ ستاروں کی طرح ہیں ان سے روشنی حاصل کرو۔ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائی اور فدائی تھے، ان کے نقش قدم پر چلنا، فلاح دارین کی ضمانت ہے۔

مگر اے عزیزو! دنیا میں اصلاح کا انقلاب اس وقت برپا ہو سکتا ہے جب تم اقبال علیہ الرحمۃ کا یہ شعر دل پر نقش کر لو۔

نقش ہیں سب ناتمام خون جگر کے بغیر
نغمہ ہے سودائے خام خون جگر کے بغیر

خون جگر جنون ہی دے سکتا ہے اور جنون کے بغیر دین کا اور دنیا کا کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ ماں بچے کو پالتی ہے تو جنون کی حدوں میں داخل ہو کر۔ انسان روزی کماتا ہے تو مجنون بن کر سارے انسانوں کو دیکھو اپنے کام میں مجنون بنے ہوئے ہیں مجرم اور ڈاکو تک اپنے کام میں مجنون ہوتے ہیں اور جان کی پروا نہیں کرتے۔ تن آسانی سے کوئی کام نہیں ہوتا! تن آسانی سے کوئی کام نہیں ہوگا۔

عزیزو! جوش جنون کی دولت و نعمت اس وقت صرف تمہارے پاس ہے دیکھو آجکل نوجوان اور طالب علم اسی ہندوستان میں کیسے عظیم طوفان بپا کر رہے ہیں اور کیا کیا نہیں کر ڈالتے لیکن سب کے سب تخریب کار بنے ہوئے ہیں اور اپنی من مانی منواتے ہیں افسوس انکا یہ خدا داد جوش و خروش ان کاموں کیلئے نہیں تھا۔ یہ جوش اور خروش ان نوجوانوں کو تباہی کی طرف لیجا رہا ہے۔ سوچو! سوچو، جب تخریب کاری میں جوش جوانی اپنا مقصد پا لیتا ہے تو اے عزیزو! اے معصومو! تم اگر تعمیر کی طرف متوجہ ہو گئے تو تمہارے سینوں کا جوش جوان تم کو کہاں سے کہاں نہ پہونچا دیگا۔ اور پھر تم اللہ کے مومن بندے بنکر حالات کے دھارے کو کدھر سے کدھر نہ موڑ دو گے تم دنیا کے جہنم کو جنت سے بدل دو گے

ہے شباب اپنے لہو کی آگ میں جلنے کا نام
سخت کوشی سے ہے تلخ زندگانی انگبیں

اب میں آخر میں اقبال علیہ الرحمۃ کی اس دعا پر آمین کہتے ہوئے تم سے رخصت ہوتا ہوں کہ الٰہی

جوانوں کو مری آہ سحر دے
پھر ان شاہیں بچوں کو بال و پر دے
خدایا آرزو میری یہی ہے
مرا نور بصیرت عام کر دے

(ختم شد)

فقہی مسائل

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ :

(۱) بکر نے زید سے لگان طے کرکے دس سال کا پیشگی لگان دے کر زید کا کھیت لیا۔ لیکن اگر باہمی رضامندی سے زید پانچ سال بعد اپنا کھیت واپس لینا چاہے اور بقیہ پانچ سال کا لگان واپس کردے تو شرعاً یہ درست ہوگا یا نہیں ؟

(۲) جو کھیت بکر نے زید کا لیا ہے کیا وہ اسے زید کی رضامندی یا عدم رضامندی سے تیسرے شخص کو بٹائی پر یا لگان پر دے سکتا ہے یا نہیں۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب

(۱) ھو المصوب۔ باہمی رضامندی سے اجارہ فسخ ہوسکتا ہے اس لئے رقم واپس کرکے کھیت واپس لیا جاسکتا ہے۔

(۲) بکر دوسرے شخص کو بٹائی یا لگان پر دے سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد ظہور ندوی عفا اللہ عنہ

استفتاء

محترمی ومکرمی۔ السلام علیکم۔ عرض یہ ہے کہ روزے کی حالت میں نیم کی مسواک کرسکتے ہیں یا نہیں۔ تلخی کی وجہ سے کچھ شبہ ہوتا ہے اگر اس کے متعلق کوئی خاص بات ہو تو تحریر فرمائیں۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب

ھو المصوب۔ نیم کی مسواک روزے کی حالت میں کرسکتے ہیں تلخی ہونے کی وجہ سے کوئی حرج نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم —— محمد ظہور عفا اللہ عنہ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ :

(۱) غسل کرتے ہوئے کان میں پانی پہونچ گیا اور دھویں کے ناک وحلق میں پہونچ جانے سے روزہ باقی رہے گا یا ٹوٹ جائے گا۔ لیکن اگر قصداً پانی کان میں ڈالا جائے یا بلا ضرورت دھویں کے پاس بیٹھا جائے اور پانی کان میں اور دھواں ناک اور حلق میں پہونچ جائے تو کیا حکم ہے۔ (۲) اگر ۲۹ شعبان کو آسمان صاف نہ ہو ابر ہو جس کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو ۳۰ شعبان یعنی یوم الشک کو روزہ رکھنا کیسا ہے ؟ بینوا وتوجروا۔

الجواب

(۱) حامداً ومصلیاً۔ غسل کرنیکی حالت میں اگر پانی کان میں پہونچ گیا یا حلق اور ناک میں بلا قصد دھواں پہونچ گیا تو روزہ باقی رہا ٹوٹا نہیں۔ البتہ اگر قصداً روزہ کی حالت میں کان میں پانی ڈالا جائے یا حلق وناک میں دھواں پہونچایا جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ قضاء واجب ہوگی۔ وجہی جوھر۔ دخان وصل الی جوفہ بفعلہ امداد ابہ علم حکم شرب الدخان شامی ج ۲ ص ۱۳۲ فاشبہ الغبار والدخان لدخولھما من الانف اذا اطبق الغم

کما فی الفتح وھذا الیقین انہ اذا وجد ایدی من تعالمی ما یدخل عبارہ فی حلقہ افسد لو فعل شرنبلالیہ۔ شامی ج ۲ ص ۱۳۳

(۲) یوم الشک میں یعنی ۳۰ شعبان کو روزہ رکھنا درست نہیں ہے۔ درمختار میں ہے ولا یصام یوم الشک الخ قال علیہ السلام من صام یوم الشک فقد عصا ابا القاسم صلی اللہ علیہ وسلم۔ اھ شامی ج ۲ ص ۱۱۹ البتہ خواص کے لئے گنجائش ہے کہ نفل کی نیت سے ۳۰ شعبان کو روزہ رکھ سکتے ہیں۔ فقط

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ :

(۱) زید اتنا بوڑھا ہے کہ کسی صورت میں بھی روزہ رکھنے کی طاقت نہیں ابھی ایک روز تجربہ کے طور پر چند گھنٹے کچھ نہ کھایا تو اس کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہوگئی ضعف بھی بڑھ گیا ایسی صورت میں زید کیا کرے نیز اگر بیماری اتنی زیادہ بڑھ گئی ہو کہ اب روزے رکھنے کی بھی طاقت نہیں اور نہ صحتیابی کی کوئی امید ہے تو ایسے مریض کے لئے کیا حکم ہے ؟

(۲) کیا روزہ کی حالت میں اپنی منکوحہ سے بوس وکنار کرسکتا ہے یا نہیں غالباً حدیث سے دونوں ہی چیزیں ثابت ہیں۔

(۳) روزے کی حالت میں سر میں تیل لگانا کیسا ہے، عوام میں یہ مشہور ہے کہ تیل لگا کر روزہ کی حالت میں نہ سونا چاہئے اس سے روزہ مکروہ ہوتا ہے۔ کیا یہ درست ہے اسی طرح سرمہ لگانا روزہ کی حالت میں کیسا ہے ؟ بینوا وتوجروا۔

الجواب

حامداً ومصلیاً۔ جو شخص کہ اتنا بوڑھا ہوگیا ہو کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو یا اس قدر بیمار ہے کہ اب صحت یابی کی کوئی امید باقی نہیں۔ تو ایسے اشخاص کے لئے شریعت کا حکم یہ ہے کہ وہ ہر روزہ کی عوض میں ایک مسکین کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائیں یا ہر روزہ کی عوض میں ایک صدقۂ فطر کی مقدار غلہ دیں یا اسکی قیمت ——

وللشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ویفدی وجوباً ولو فی اول الشھر وبلا تعدد فقیر، لو موسراً والمریض اذا تحقق الیاس من الصحۃ فعلیہ الفدایہ لکل یوم من المرض۔ اھ درمختار ۱۹۲ لیکن اگر صحت ہوگئی یا روزہ رکھنے کی طاقت آگئی تو اب تمام روزوں کی قضا کرنی ہوگی اور اس فدیہ کا ثواب ملیگا ولو قدر علی الصیام بعد ما فدی بطل حکم الفداء الذی فداہ حتی یجب علیہ الصوم اھ فتاوی عالمگیری ج ۱ ص ۱۳۳

(۲) یہ امور جائز ہیں البتہ نوجوان آدمیوں کو اس سے پرہیز کرنا چاہیئے کیونکہ اپنے نفس پر قابو پانا نوجوانوں کے لئے مشکل امر ہے۔ ولا بأس بالقبلۃ اذا امن علی نفسہ ای الجماع او الانزال ویکرہ اذا لم یامن۔ اھ ہدایہ ج ۱ ص ۱۹۹ حدیث سے دونوں چیزیں ثابت ہیں لیکن جوان آدمی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا اور بوڑھے شخص کو اجازت دی تھی۔

(۳) روزہ کی حالت میں سر میں تیل لگانا درست ہے۔ عوام میں غلط مشہور ہے او الدھن او اکتحل او احتجم لم یفطر۔ اھ درمختار۔ فقط خلیل احمد

طلبائے دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے نام

اقبال حسین خان جنرل سکریٹری مدھیہ پردیش دینی کانفرنس ورکن انتظامیہ "چوتھا مکتوب"

عزیزو ! میں پھر کہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے جس غرض سے انسانوں کو پیدا فرمایا ہے اس کو ان سے پورا کرانے کے لئے یہ امت پیدا کی گئی ہے اور یہ ایسا فرض ہے کہ جان کی قربانی دینے کی حد تک ہر فرد ملت اسکا پابند ہے۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ غالب کا یہ شعر

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی — حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اسی حقیقت پر ثابت آتا ہے۔

لیکن حالات کیا ہیں امت مسلمہ کس طرف گامزن ہے اور اس فرض کو کہاں تک پورا کر رہی ہے اس پر غور کروگے تو تم کو معلوم ہوگا کہ حالات بدترین ہیں مسلمان عمومیت کے ساتھ خدا بیزاری اور خدا کے منکر لوگوں کے قدم پر اپنے قدم جمانے کی کوشش میں مصروف ہیں اور اپنے فرض منصبی سے انکار کی عملی صورت بنے ہوئے ہیں۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تابکجا

یہ خدا سے پوری پوری بغاوت ہے لیکن اس کا نتیجہ کیا ہوا ؟ سرفرازی اور سربلندی چھنی نکبت وادبار میں ڈوبے حیرانی وپریشانی اور مجبوری نے آگھیرا اور طوق غلامی گردن میں پڑ گیا۔ افراد ہوں یا حکومتیں سب کے سب بے سہارا اور بے وسیلہ، کھڑے ہونے کے لئے ٹیکے کی ضرورت، اور ٹیکوں کے لئے دوسروں کے سامنے ان کے دست دراز، حفاظت کے لئے خالی ہاتھ، اور اس کے لئے دوسروں سے لاٹھیاں عطا فرمائے جانے کے لئے ملتجی۔ زندہ ہیں بیشک مگر کیڑے مکوڑوں کی طرح اور حریت وآزادی سے خودی اور خود مختاری سے محروم۔

سچ ہے جب تک ملت اللہ کی بندگی اور تکمیل فرض پر جمی رہی دنیا حریف تو تھی مگر بے بس وسرنگوں اور جب ملت نے اپنی حیثیت عبدیت سے باہر پاؤں نکالے اور منصب سے ہٹی تو دنیا حریف اب بھی ہے لیکن سربلند اور فتح مند۔

عزیزو ! یہ ہے اس وقت کا نقشہ اور یہ نقشہ اسی طرح جما رہیگا جب تک ہم خود اپنی حالت میں تبدیلی نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم بس بس، ہم پستی کی جس حالت میں ہیں اسی میں — تبدیلی اسی وقت آسکتی ہے جب ہم اپنے آپ میں اپنی نفسوں میں تبدیلی لے آئیں اور یہ آیت ملت کے ہر فرد کو اپنی ذات میں تبدیلی کے لئے پکار رہی ہے۔

لیکن عزیزو! جان دیدینا آسان ہے، اپنے نفوس میں تبدیلی بہت مشکل ہے اور اس کی زندہ مثال ہم تمہارے سامنے موجود ہیں۔ بیشک ہم ماحول اور حالات حاضرہ کو دیکھ رہے ہیں ان کو بھگت رہے ہیں ہر قسم کی صعوبت اٹھا رہے ہیں ذلت وخواری کے گڈھے میں پڑے بلک رہے ہیں لیکن اپنی ذاتوں میں تبدیلی نہیں کرسکتے۔ اور یہ جانتے ہوئے کہ اس تبدیلی کے بغیر ہم اس لعنت سے چھٹکارا نہیں پاسکتے، ہم ٹس سے مس نہیں ہوتے، زمانہ شاہد ہے کہ مرنا ہمارے لئے اسوقت آسان ہے مگر اپنے حالوں کی اصلاح مشکل۔

وجہ کیا ہے ؟ سنو کہ ہماری تبدیلی اور اصلاح کا وقت گذر گیا یہ زریں زمانہ عمر کا ابتدائی حصہ ہی ہوتا ہے وہ بیت گیا اب کف افسوس مل رہے ہیں اس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا نفسیات کا مطالعہ، مشاہدہ اور تجربے یہ بتاتے ہیں۔

یاد رکھو، بچہ جب اس دنیا میں وارد ہوتا ہے اسی وقت سے اس کی احساس حیرت خیز طریقہ سے کام کرنا شروع کردیتی ہے اور ذہن کا ٹیپ ریکارڈ کم ہے اس وقت اس کی آنکھیں بند ہوں اور بچہ غافل سا معلوم ہوتا ہو لیکن اس کے کانوں سے ٹکرائے یا اسکو چھو جائے تو غیر شعوری طور پر اس کے اثرات میں ایک نقش بنا لیتے ہیں، پھر وہ بڑھنے لگتا ہے جو کچھ دیکھتا ہے اور سنتا اس سے متاثر ہوتا ہے اس سے جو برتاؤ کیا جاتا ہے وہ اس کے ذہن کو بناتا جو ماحول اس کو ملے وہ اس میں رنگتا جاتا ہے جو تعلیم اس کو دیجائے اور جو اس کی کی جائے وہ اس کی آئیڈیالوجی اور طریقہ کار متعین کرتی رہتی ہیں یہ جاری رہتا ہے گھر کے اندر اور گھر کے باہر کی ہر چیز اسکو ایک خاص ڈھانچے ڈھالتی رہتی ہے پھر ایک اسٹیج ایسا آتا ہے کہ اس کے نظریات مخصوص ہوجاتے ہیں اور اس کی دلچسپیاں ایک راہ پکڑ لیتی ہیں حریت یا غلامی اس کی روح حلول کر جاتی ہیں، خودی یا خواری کو اسکا مزاج جذب کرلیتا ہے اور پھر اس موثر تبدیلی محال ہو جاتی ہے، ناممکن کہوں تو مبالغہ نہ ہوگا۔

تم سے کہتا ہوں کہ دیکھو مجھے جو دیدہ عبرت نگاہ ہو" اور یقین کرلو کہ بدلنا بہت مشکل ہے ہم نہیں بدل سکتے۔ ہم سے کوئی امید نہ باندھو یہی نہیں ہماری تقلید کروگے تو ذلیل وخوار ہوجاؤگے اور زمانہ تم کو بھی روند ڈالے گا۔ کھو چکے جو ہمارے پاس تھا اور مٹنے کی آخری حدوں تک ہم اپنے آپ کو پہنچا چکے ہم اپنی نئی پود کو بھی بڑی حد تک اس آگ میں جھونک چکے ہیں جس میں ہم جھلس رہے ہیں۔

عزیزو! پیارو!! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چمن کے نونہالو! اس عبرت حاصل کرو اپنی درستی میں اور خود کو بنانے میں لگ جاؤ۔ تم میں اپنی اصلاح لا محدود صلاحیت موجود ہے تم ابھی پگھلے ہوئے لوہے کی طرح ہو جس سانچے میں کو ڈھالوگے ڈھل جاؤگے اور فولاد کی طرح مضبوط ہو جاؤگے۔ سدھار لگاؤ کا یہی زمانہ ہے وقت تھوڑا ہے صرف چند سال۔ صحت مند ماحول ہے تعلیم وتربیت کے بہترین مواقع خدا نے دے رکھے ہیں اب یہ بات صرف تمہارے ہاتھ میں ہے کہ تم ان سے کس طرح مفید ہوتے ہو اور اپنے آپ کو بنائے جاتے ہو۔ اسی بنائے جانے پر تمہاری ذات کے لئے دنیا ودین کی فلاح انحصار ہے تمہاری ملت کی سرخ روئی کا انحصار ہے اور تمام عالم کی بہبود کا انحصار ہے اب صرف تم ہی اس فرض کی تکمیل بھی کرسکتے ہو جو اللہ کی طرف سے اس امت پر عائد ہے اور وہ سارے انسانوں کو راہ راست کا دکھانا اور خدا سے جوڑنا ہے۔

ہم بگڑ چکے ہیں لیکن تم ابھی بن رہے ہو۔ پھر خدا اس دارالعلوم سے ایسے بن کر نکلو جیسا ایک مرد مومن کو ہونا چاہئے پھر دیکھو تمہارے طفیل دنیا

(باقی ص [illegible] پر)

معمارِ حرم باز بہ تعمیرِ جہاں خیز

از: سید اظہر حسین ہاشمی

اس دور کے مسلمانوں کی یہ سب سے بڑی بدبختی اور ذلت ہے کہ بیت المقدس پر اسرائیل کا قبضہ ہے اور مسجد اقصیٰ کو آگ لگا کر نقصان پہونچایا گیا ہے ... م میں تین مسجدوں کی حرمت ... ہے اول مسجد حرام جو مکہ معظمہ ... ے دوسری مسجد نبوی جو مدینہ منورہ ... ے تیسری مسجد اقصیٰ جو بیت المقدس ... ے۔ اول اول ظہور اسلام ... سلمانان عالم مسجد اقصیٰ کی سمت ... ر کے نماز ادا کرتے تھے، خود ... سلام رسول اکرم صلے اللہ ... م نے بھی اس کی سمت رُخ ... نماز پڑھی ہے۔ مسجد اقصیٰ ... اس کا تقدس اور عظمت ... بھی مسلم ہے کہ سرکار دو جہاں ... علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے شب معراج ... م انبیاء علیہم السلام کی امامت ... سجد میں فرمائی اور یہیں سے ... و رب العزت میں تشریف ... ئے۔ اس لئے اس کی تعظیم اور ... و احترام ہر مسلمان پر واجب ... ور قیامت تک رہے گا.

اس کی مذہبی حیثیت کے علاوہ ... تاریخی روایات بھی بہت شاندار ... یہ ساری دنیا کی عبادت گاہوں ... ایک ممتاز شان اور جداگانہ ... ر منفردانہ رکھتی ہے۔ سیکڑوں ... کی تعمیر، ماضی کے بے شمار واقعات ... مذہبی روایات اس سے وابستہ ... ۔ اسرائیلیوں، عیسائیوں اور ... سلمانوں کے بعض مذہبی نقطۂ اتصال ... مرکز ہے مگر مسلمانوں کا اس سے ... مذہبی تعلق ہے وہ کسی دوسری قوم کا نہیں ہے۔ اس لئے یہ حادثہ ان کی دل آزاری کا موجب اُن کی دینی غیرت کی آزمائش اور ان کے اسلامی جذبۂ حمیت پر ضرب کاری کی حیثیت رکھتا ہے۔ مسلمانوں کے دل مجروح ہیں اور وہ کروٹ کروٹ کرب و اضطراب محسوس کرتے ہیں.

بیت المقدس کی فتح

بیت المقدس کو جس کو یروشلم بھی کہا جاتا ہے خلیفۂ دوم سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مسلمانوں نے خونریز معرکہ ایک مجاہدانہ عزم اور سرفروشانہ جدوجہد کے بعد عیسائیوں، اور اسرائیلیوں کی اجتماعی قوت کو شکستِ فاش دے کر فتح کیا ہے مؤرخین اس کی فتحیابی کو خاص اہمیت دیتے ہیں، وہ روایت کرتے ہیں کہ جب بیت المقدس فتح ہو گیا اور خلیفۂ دوم وہاں تشریف لے گئے تو ان کے استقبال کے لئے عائدین شہر، امراء و رؤساء، باوقار اشخاص، مذہبی پیشوا سربراہانِ حکومت۔ اہل علم و فضل اور مقتدر پادری چشم براہ تھے عوام الناس اُن کے اشتیاق دید میں اُمنڈ کر آ گئے تھے وہ سب کے سب مسلمانوں کے سب سے بڑے سردار کو دیکھنا چاہتے تھے جس کی سرگرمیوں اور اسلامی جہاد کا ایک عالم میں غلغلہ بلند تھا جنگی فتوحات سے ساری دنیا میں تہلکہ مچا ہوا تھا بڑے بڑے جلیل القدر شہنشاہ اُن کے نام سے تھرا رہے تھے، اسلئے ان کا تصور تھا کہ مسلمانوں کا خلیفہ بھی جاہ و جلال والا ہو گا۔ اس کے سر پر تاج ہو گا جو زر و جواہر سے مزین ہو گا۔ گھوڑوں اور اونٹوں کا لشکر یقین ایسا ہو گا۔ تزک و احتشام اس کے جلو میں ہو گا اور وہ بڑے کر و فر سے آ رہا ہو گا.

مگر مؤرخین بہ اتفاق رائے رقمطراز ہیں کہ جب خلیفۃ المسلمین بیت المقدس میں داخل ہوئے تو تاریخ اسلام کا یہ اہم نظارہ ہمیشہ ناقابل فراموش یادگار ہے کہ حضرت عمر فاروق رضہ کے کپڑوں میں پیوند پیوست تھے۔ ان کا غلام اونٹ پر سوار تھا اور وہ خود اونٹ کی مہار تھامے آگے آگے جا رہے تھے۔ سیدنا حضرت عمر رضہ اور ان کے غلام کے درمیان یہ قول قرار پا چکا تھا کہ اس سفر میں اونٹ پر باری باری سے سوار ہوں گے۔ مگر یہ اتفاق تھا کہ جس وقت بیت المقدس میں داخل ہوئے اس وقت اونٹ پر سوار ہونے کی باری ان کے غلام کی تھی۔ چنانچہ ہر چند غلام نے اپنے حق کو تفویض کرنے کی پیشکش کی اور اونٹ پر سوار ہو جانے کی استدعا کی مگر حضرت عمر رضہ کی اسلامی غیرت نے اس کو قبول نہ کیا۔ اُن کی عادلانہ حمیت اس بات کی متقاضی نہ ہوئی کہ محض نام و نمود اور تجمل و شکوہ کے اظہار میں وہ غلام کو اس کے حق سے محروم کر دیں، اسلام نے آقا و غلام کے فرق کو مٹایا ہے اس وقت سے زیادہ اور کون سا وقت اس فرق کو مٹانے کا ہے۔ اسلام نے مساوات کی تعلیم دی ہے اس موقع سے زیادہ اور کون سا موقع اس تعلیم پر عمل کرنے کا ہے اسلام نے عدل و انصاف برتنے کی ترغیب دی ہے اس وقت سے زیادہ اور کون سا وقت اس ترغیب کے لئے نمونہ پیش کرنے کا ہے۔ صحابۂ کرام کا یہی وہ کردار ہے جس نے مسلمانوں کو ذرہ سے آفتاب بنا دیا۔ اسلئے ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ دنیا میں بہترین امت ہیں۔

(خیر القرون قرنی)

حضرت عمر رضہ کا یہ جذبۂ انسانیت

یہ سادگی یہ انصاف یہ مساوات یہ نام و نمود سے اجتناب دنیا کے متمدن اور مہذب سربراہانِ حکومت کے لئے قابلِ مثال اور سبق آموز ہے۔ دنیا کی تاریخ ایسی مساوات، ایسی عدل گستری کا نادرہ روزگار واقعہ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اسلام نے رنگ و نسل، ذات پات، ملک و وطن امیر و غریب، اونچ نیچ کے سارے امتیازات یک لخت ختم کر دیئے۔ اس کی جگہ ان اکرمکم عند الله اتقاکم کا رنگ نکھار دیا، یہ رنگ سب رنگوں پر غالب آیا۔ جب تک مسلمانوں میں یہ رنگ برقرار رہا ساری دنیا ان کے آگے سر تسلیم خم کرتی رہی مگر جب یہ رنگ ماند پڑ گیا تو ساری دنیا کے آگے جھک گئے۔

مسلمان کی جامع تعریف

خلیفہ اول ... ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وہ الفاظ مسلمان کی جامع تشریح اور مکمل تعریف کا احاطہ کئے ہیں، جو انہوں نے منصب خلافت پر مامور ہوتے وقت فرمائے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ [illegible] شخص اس وقت تک [illegible] حیثیت رکھتا ہے جب تک اس نے دوسروں کا حق نہ لے لوں اور وہ کمزور اور مظلوم میرے لئے طاقتور ہے تا وقتیکہ میں اس کا حق دوسروں سے نہ دلوا دوں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا نائب اور خلیفہ بنا کر پیدا کیا ہے تاکہ وہ اس کے بندوں کی بلا تفریق و ترجیح بلا کسی امتیاز و تفوق کے جان و مال عزت و آبرو کے تحفظ کا فرض ادا کرے۔ بے یار و مددگار اور بے سہارا لوگوں کا سہارا بنے، فتنہ و فساد کو روکے۔ اس کی وحدانیت اور پیغمبر آخر الزماں (صلعم) کی رسالت کا پیغام عام کرے۔ چنانچہ صحابہ کرام رض اس معیار پر پورے اترے اور اپنی مثال آپ پیش کر گئے۔ یہ اسی دور کا اثر تھا کہ مسلمانوں نے روم و ایران کی بساط الٹ دی، اور قیصر و کسریٰ کی شہنشاہیت خاک میں ملا دی۔ جس طرف ان کے گھوڑوں کی باگ مڑ گئی فتح و نصرت نے بڑھ کر ان کا استقبال کیا۔ اور جس طرف ان کے رخ پھر گئے، کامیابی و کامرانی نے ان کے قدم چومے۔ انھوں نے بڑے بڑے جابر و سرکشوں کی کلائیاں موڑ دیں، بڑے بڑے جاہ و جلال والے ان کے روبرو سرنگوں ہو گئے بڑے بڑے تاج و تخت والے زیر نگیں ہو گئے۔ اس وقت ان کے [illegible] میں نہ تعداد مانع تھی نہ وسائل [illegible] ذرائع کی مجبوریوں نے ان کے قدم روکے نہ دشمنوں کی یلغار نے ان کے حوصلے پست کئے۔ وہ ایک سیلاب کی طرح بڑھتے رہے اور طوفان بن کر افق عالم پر چھا گئے۔

مسلمانوں کیلئے لمحۂ فکریہ

[illegible] اس کے بالکل برخلاف [illegible] مسلمان بہ لحاظ تعداد کم اور کمزور نہیں۔ وسائل و ذرائع بھی محدود نہیں۔ اجتماعی زندگی سے بھی محروم نہیں۔ مال و دولت بھی وافر ہے، ملک و سلطنت اور جاہ و ثروت کے مالک بھی، سامان حرب و ضرب [illegible] بھی ہیں ان میں مصر و شام افغان ترک و ایران ملایا و انڈونیشیا بھی شامل ہیں۔

ایسے ایسے عظیم ملکوں اور حکومتوں کے ہوتے ہوئے مسلمانوں کے قبلۂ اول پر اللہ کی معتوب و مغضوب قوم بنی اسرائیل کا غلبہ و قبضہ ہے اور مسجد اقصیٰ میں آتشزنی کا واقعہ بھی ظہور پذیر ہو گیا فکلا اخذنا بذنبه وما كان الله ليظلمهم ولكن كانوا انفسهم يظلمون (ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہوں اور قصور ہی پر پکڑا ہے اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہیں ہے بلکہ وہ اپنے اوپر ظلم کرنے والے ہیں)

دنیا کی تاریخ عروج و زوال اس بات کی شاہد ہے کہ جب کسی قوم نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس قوم پر اپنی نعمت و رحمت کے دروازے بند کر دیئے اس پر حیات تنگ کر دی، اس کی ہوا خیزی ہونے لگی۔ اس پر دوسری قوم کو مسلط کر دیا اور جب اللہ تعالےٰ کسی قوم پر غضب نازل کرتا ہے تو پوری قوم اس کی لپیٹ میں آ جاتی ہے۔ اس وقت اس کے عذاب [illegible]

پھر کیا یہ اس بات کا [illegible] کا قبضہ اور مسجد اقصیٰ کی آتشزنی [illegible] ہو کہ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو کسی سخت آزمائش میں مبتلا کر رہے ہوں۔ اگر ایسا ہے اور بیشک ایسا ہے تو مسلمانوں کے لئے یہ مسئلہ ان کے فکر و تدبر کا ہے۔ ان کو اپنے اعمال کا جائزہ لینا ہے اور سوچنا ہے کہ کہیں ان کا نام بھی اللہ کی معتوب اور نافرمان قوموں کی فہرست میں درج تو نہیں ہے مسلمان خود احتساب کریں کہ وہ اسلام کے کتنے قریب ہیں، ان کے کتنے عمل صحابہ کرام رض کے عمل کے مماثل ہیں، ان کے کردار کو سنت رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے کتنی وابستگی ہے۔ انھوں نے قرآن مجید سے کیا سیکھا ہے اور وہ قرن اولیٰ کے مسلمانوں کے کتنے متبع ہیں۔ ابھی فرصت کے لمحات باقی ہیں۔ اگر یہ بھی ہاتھ سے نکل گئے تو خدانخواستہ ان کا بھی وہی حشر نہ ہو جائے جو اس سے پہلے نافرمان قوموں کا ہو چکا ہے جس طرح ان کے نام و نشان کا وجود باقی نہیں ہے۔ مسلمانوں کی عظمت بھی کھنڈروں میں تبدیل ہو کر نہ رہ جائے۔ اس وقت ان کا بھی ذکر صرف تاریخ کے صفحوں کے اور کہیں باقی نہ ہو گا۔

ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

بہ یہ چاہیے کہ زمانہ ہم کو قبول کرتا لیکن ہم خود زمانہ کو قبول کر چکے ہیں۔ [illegible] جہاں روشنی ہے یقین کی جہاں علم ہے معرفت ہے اور [illegible] انسانیت کی بقا کے لئے سب کچھ ہے [illegible] کہ ہم احتیاجات کا احساس کریں اور اسکو زندگی کا سب سے بڑا فرض سمجھیں کہ ہم کو اسلام اپنی ذات میں باقی رکھنا ہے اپنے خاندان میں اپنی نسل میں اس کو قائم رکھنا ہے یہی قدرت کا تقاضہ اور وقت کا اہم [illegible] ہے جس کی آخری میعاد کسی کو معلوم نہیں۔

ہندوستان میں ہمارا وجود اسلام اور مسلمانوں کی عزت و عظمت و حفاظت کے لئے ہے یہی ہمارا نصب العین اور مقصد حیات ہے ہماری بقا ہمارے زندگی کا یہی راز ہے اگر ہم اس کا احساس نہ کر سکے تو یہ ہماری خودکشی کے مرادف ہے۔ دنیا کی قومیں جاگ چکی ہیں اور بیدار ہو چکی ہیں کل تک جو قوم جس کا شمار کرایہ کے ملازموں میں ہوا کرتا تھا اور جسکو [illegible] طریقہ پر استعمال کیا جاتا تھا آج وہ اپنے عزم و ہمت کی بنا پر اتحاد و اتفاق کی بنا پر میدان جیت چکی ہے اور بڑھتی جا رہی ہے، قومیں دیر تک سوتی اور دیر تک جاگتی ہیں آج ہماری نیند کو بھی ایک صدی کا عرصہ گذر گیا اب ہمارے بیدار ہونے کا وقت ہے اور ہماری بیداری کا یہ راز اپنے ضمیر میں پوشیدہ ہے اور یہی ہماری ماضی کے کارناموں سے ہویدا ہے۔

غزل

از ڈاکٹر نازؔ منیلوری

کانپ اٹھتا ہے مرا دل اپنے ارماں دیکھکر
اور پھر اس بے وفا کے عہد و پیماں دیکھکر

جادۂ انسانیت سے دور انساں ہوگیا
ڈر رہا ہے کس قدر انساں کو انساں دیکھکر

اہلِ زنداں کو بہاروں کا پتہ چل ہی گیا
میرا دامن دیکھکر میرا گریباں دیکھکر

محبت کا تقاضہ تھا کہ تھی دل کی لگن
ہم پریشاں ہوگئے انکو پریشاں دیکھکر

تنگیٔ دل کا کسی کی آگیا مجھکو خیال
حسرتوں کی گود میں بیتاب ارماں دیکھکر

میں یہی ایام چھٹ جاتا ہے جن میں گلستاں
یاد آتا ہے قفس فصلِ بہاراں دیکھکر

ان کی محفل میں جلایا ہے چراغِ داغِ دل
تیرگی کو ہر طرف اے نازؔ رقصاں دیکھکر

غزل

از:- جوہرؔ اعظمی

نہ چھیڑ صبح کا نغمہ کہ رات باقی ہے — طرب کے گیت نہ گا غم کی بات باقی ہے

علاجِ دردِ محبت بہت ہوا لیکن — وہی کشاکشِ موت و حیات باقی ہے

حیات موت کے سانچے میں ڈھل چکی کبکی — مگر یہ سلسلۂ حادثات باقی ہے

جہانِ عیش و طرب کا وہ دل جلا ہوں میں — ازل سے جسمیں غم کائنات باقی ہے

مجھے میں آہ نہ سکا راز نگہ برق طراز — کہ بس مجھی پہ یہ کیوں التفات باقی ہے

دل سے بیا کے ہر اک شے کو بھول بیٹھا ہو — دل و نگاہ میں اک تیری ذات باقی ہے

لہو سے دل کے جلاؤ چراغ تو جوہرؔ
اندھیرا اب بھی سر کائنات باقی ہی

آزادی کے بعد

قلیب کاشمیری متعلم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

(۱)

باغ ویراں میں بلبل کے ترانے معدوم
راستہ بھول گئی جا کے کہیں فصل بہار
ہر طرف رنج و غم و درد و مصیبت کا ہجوم
ہیں کسی گھر میں کراہیں تو کہیں چیخ و پکار

(۲)

جس نے ظلمت کو اجالوں سے بدل ڈالا تھا
وائے افسوس وہ محروم بہاراں ٹھہرا
جس نے خود اپنے لہو سے یہ چمن پالا تھا
وہی صد قابلِ مایوسی و حرماں ٹھہرا

(۳)

جس نے صیاد کی نظروں سے ملائیں نظریں
جس نے وہ پنجۂ صد ظلم و ستم توڑا تھا
جب گلستاں پہ ہوا فیصلۂ اربابِ کرم
اس بہاراں کا جگر خون تھا اک پھوڑا تھا

(۴)

جو زباں بلبلِ شیریں کے دہن سے نکلی
جس میں ہر رنگ تھا ہر حسن تھا رعنائی تھی
جاتے ہی در ستم اپنے چمن سے نکلی
اور اس طرح کسب کے لئے ہرجائی تھی

۵

اک طرف عیش و مسرت ہے تن آسانی ہے
اک طرف آہ ہے اور دردِ ستم ہے یارو
اک طرف سارے تعیش کی فراوانی ہے
اک طرف چیخ ہے درد ہے غم ہے یارو

انڈونیشیا میں عیسائی مشنریوں کی سرگرمی

مولانا محمد ناصر انڈونیشیا کے سرکردہ علماء میں سے ہیں ان کی یہ تقریر کویت کے اخبار البلاغ میں شائع ہوئی تھی جس میں انھوں نے انڈونیشیا میں اسلام اور مسلمانوں کو لاحق خطرات سے آگاہ کیا انڈونیشیا کی کل آبادی گیارہ کرور ہے اور مسلمان نوے فیصد ہیں

ترجمہ، محمود الازہار ندوی

اسلام اور عیسائی مشنریاں

انڈونیشیا میں اسلام اور مسلمانوں کو شدید خطرات کا سامنا ہے غیر مذاہب کی تحریکیں جن میں کچھ دنوں پہلے نہ کوئی حرکت تھی نہ زندگی کے آثار اب اپنی طاقت کو یکجا کر کے چاروں طرف سے اسلام پر حملہ آور ہو رہی ہیں۔ ادھر کچھ دنوں سے مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان منافرت کی خلیج زیادہ وسیع ہوگئی ہے۔ عیسائیوں کو بین الاقوامی عیسائی مشنریوں کی پشت پناہی بھی حاصل ہے، روم اور جینوا میں ان کے بڑے بڑے مراکز قائم ہیں اور مغربی یورپ کے ممالک اور امریکا کی ریاستوں میں ان کی مالیات فراہم کرنے کے لئے سرمایہ کا سیلاب امنڈ آیا ہے۔

چونکہ بڑے پیمانہ پر عیسائیوں کی مالی امداد غیر ممالک سے ہو رہی ہے اس لئے خالص مسلم علاقوں میں بھی گرجے بنوانے میں ان کو نہ کوئی زحمت ہوتی نہ دقت، اسی قسم کے واقعات "مالیو" استوائی صوبہ میں جو "بھومکا" کے نام سے مشہور ہے پیش آئے، عیسائی مبلغ مسلمانوں کے گھر جاتے ہیں، ان کے پاس عیسائیت کے تبلیغی رسالے، انجیل، کپڑے اور دوائیں ہوتی ہیں جس کے ذریعہ غریبوں کو دھوکہ دے کر ان کو عیسائی مذہب اختیار کرنے کے اقرارنامہ پر دستخط کرنے کے لئے آمادہ کر لیتے ہیں، یہ حالات انڈونیشیا میں ہالینڈی سامراج کے زمانہ میں بھی نہ تھے۔

اس سلسلہ میں ایک عجیب و غریب واقعہ پیش کرتا ہوں، جو استاذ ڈاکٹر الحاج رشیدی کو پیش آیا۔ انڈونیشیا یونیورسٹی کے لکچرار اور دینی امور کے سابق وزیر بیان کرتے ہیں کہ ان کے پاس دو عیسائی مبلغ آئے اور اسلام کو ترک عیسائیت کو قبول کرنے کی دعوت دی، انجیل کا ایک نسخہ پیش کیا اور کہا کہ صرف یہی ایک ایسی کتاب ہے جو حقانیت پر مبنی ہے اور صدیوں سے علمی اور سائنسی حملوں کا مقابلہ کر رہی ہے۔ یہ عملی طور پر انڈونیشیا جیسے مسلم ملک میں ہو رہا ہے۔ عیسائیوں کی ان سرگرمیوں پر مسلمانوں کا اس طرف متوجہ ہونا اور ان میں جوش و خروش پیدا ہونا کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اب مسلمانوں کے اس طبقہ کی بھی آنکھیں کھل گئیں ہیں جو اب تک اپنی توجہات کا مرکز سیاسی اقتصادی مسائل کو بناتے رہے ہیں وہ لوگ اب سیاسی مشاغل چھوڑ کر اسی طرف متوجہ ہو رہے ہیں، سیاست دانوں کی اس مسئلہ میں دلچسپی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ عیسائیوں کی ان سرگرمیوں سے امن عامہ اور مختلف مذاہب والوں کے تعلقات میں خلل کا اندیشہ پیدا ہوگیا ہے۔

مسلمانوں کے اس عمل کو عیسائیوں نے بہت اچھالا ہے ملکی اور بین الاقوامی پیمانہ پر زور شور کے ساتھ پروپیگنڈہ کر رہی ہیں خاص طور سے مالاکار کے واقعہ کے بارہ میں عیسائی عالمی، اخباروں نے رائی کو پہاڑ بنا کر پیش کیا اور انڈونیشیا کے متعلق صفحہ اول پر خبریں شائع کیں، اور یہ بھی لکھا کہ انڈونیشیا مسلمانوں نے عیسائیت کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا ہے۔

اس سے ان کا مقصد تھا کہ عیسائی دنیا میں یہ تاثر پیدا کر دیں، کہ انڈونیشیا میں عیسائی اقلیت مسلم اکثریت کے تعصب کا شکار ہے اور اس کو شدید خطرات لاحق ہیں اسی سے وہ عالمی عیسائی مشنریوں، مغربی یورپ اور امریکہ سے علانیہ یا پوشیدہ طور پر مزید مدد حاصل کر سکتے ہیں۔

جماعت "دعوت اسلامی" جس کا مرکز جاکرتا ہے انکو ان تمام حالات کا علم ہے بلکہ عام مسلمانوں کو بھی اس قسم کی اسکیموں کا علم ہے وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ لوگ عالمی عیسائی مشنری کے آلہ کار ہیں اور ان کا پروگرام یہ ہے کہ پوری دنیا میں وسیع پیمانہ پر عیسائیت کی ترویج و اشاعت ہو، اور عیسائی پوری دنیا پر چھا جائیں۔ ہم اس بات سے بھی انکار نہیں کر سکتے ہیں کہ اس تحریک کے پس پردہ انجیل کی آیت پر عیسائی مبلغین کا مضبوط عقیدہ کارفرما ہے جس میں حکم دیا گیا ہے کہ "پورے عالم میں گھومو اور انجیل کو تمام لوگوں تک پہونچاؤ"۔ وہ اس حکم کو امر الٰہی سمجھتے ہیں۔ جہاں تک معاملہ بے ضرر دعوت کا ہے تو ہم قرآن میں بھی ایسی آیت پاتے ہیں جو حکمت اور نرمی سے دعوت دینے کا حکم دیتی ہیں —

اُدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ۔ نحل ۲۵۔ قرآن میں صرف یہی آیت نہیں ہے جس میں تبلیغ کا حکم دیا گیا ہو بلکہ ایسی بے شمار آیتیں ہیں جو ہم کو بتاتی ہیں کہ مختلف اہل مذاہب میں دین کی تبلیغ کیسے کی جائے جن میں اہل کتاب (عیسائی اور یہودی) بھی شامل ہیں۔

لیکن انڈونیشیا کی موجودہ صورت جس میں مختلف مذاہب والوں کے درمیان نفرت کی خلیج پیدا ہوگئی ہے مسئلہ صرف اس کا نہیں کہ عیسائیوں میں مسلمانوں پر تبلیغ واجب ہے اور ان کو حق ہے کہ اپنے مذہب کی تبلیغ کریں۔ بلکہ مسئلہ مسلمانوں کے وجود کا ہے جو مذہبی اور تہذیبی اعتبار سے اپنی مستقل حیثیت رکھتے ہیں ان کو عیسائی بنانے کے لئے مشنریوں کی جارحانہ اور عیارانہ کوششوں کا ہے وہ فقراء محتاج، اور معاشی بدحالی کے شکار مسلم خاندانوں کی غریبی سے ناجائز فائدہ اٹھانے سے کبھی نہیں چوکتے بلکہ ان کی ضرورت کی چیز اور مالی تعاون کی لالچ دلا کر مسیحیت کے آغوش میں کھینچنے کی برابر کوشش کرتے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مذہبی امور کے وزیر نے جاکرتا میں نومبر کے آخر میں تمام مذاہب کے رہنماؤں کو مشاورتی اجتماع کی دعوت دی تو عیسائیوں نے

انڈونیشیا میں عیسائی مشنریوں کی سرگرمی

...ں میں شرکت سے انکار کر دیا۔ اس اجتماع میں یہ فارمولا طے ہونے والا تھا کہ تمام مذاہب کے ماننے والے دوسروں سے رواداری برتیں۔ لیکن مشہور یہ ہے کہ یہ اجتماع ناکام ہو گیا اور اس ناکامی کی وجہ صرف یہ ہے کہ عیسائیوں نے بہت سخت موقف اختیار کیا۔ لیکن ایک اعتبار سے یہ کامیاب بھی تھا کیونکہ اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ عیسائیوں کا منظم پروگرام یہ ہے کہ انڈونیشیا کے تمام مسلمانوں کو عیسائی بنا لیں۔

انڈونیشیا میں مذہبی مسئلہ کا ایک پہلو تو یہ ہے کہ اسکو سمجھنا اور پیش کرنا بھی ضروری ہے لیکن اس کے ساتھ ہی چند پہلو اور بھی ہیں، وہ اس سے کم خطرناک نہیں ہیں، وہ بودھ مبلغوں کی سرگرمیاں ہیں ان میں اگرچہ انکی بہ نسبت نرمی اور سلامت روی نمایاں ہے پھر بھی انکی سرگرمیاں ایسے طریقے سے جاری ہیں کہ ان کے خطرات سے چشم پوشی نہیں کی جا سکتی۔

کمیونزم کے بعد بدھ مت

ہر ذہین اور سمجھدار آدمی ٹیلیویژن اور ریڈیو پروگرام کے مشاہدہ سے نتیجہ اخذ کر سکتا ہے کہ تعلیم و تربیت کی ترقی اور بودھ مت پہلے کے مقابلہ میں گذشتہ کچھ دنوں میں کسی درجہ تک ترقی کر چکی ہے انڈونیشی مسلح افواج کا اخبار "بریتا بوذا" چہارشنبہ کا شمارہ بدھ مت کے پرچار کے لئے وقف کر دیا گیا ہے جبکہ اس کے پڑھنے والوں کی اکثریت مسلمان ہے اور یہ بات بھی ذہن نشین کرنے کی ہے کہ بدھ مت کی دعوت والے لٹریچر میں برابر اضافہ ہو رہا ہے۔

بودھسٹوں کی طرف سے دوسری کوشش یہ ہو رہی ہے کہ اپنے قدیم عبادت گاہوں کو واپس لیں جیسے "بارابودر" اور منروت وغیرہ تاکہ اسکا کے دروازے عبادت اور تبلیغ کے مراکز کے لئے کھول دئیے جائیں، یہ بات سب کو معلوم ہے کہ یہ قدیم عبادت گاہیں صدیوں سے محکمہ آثار قدیمہ کے ماتحت ہیں، یہ کوشش سوکارنو کے زمانہ میں شروع ہو چکی تھی اور یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ سیاح اور زائرین ان مقامات کے احترام اور ان کے تقدس و عظمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے جوتے اتار دیں ..... سیاسی مصالح کی وجہ سے سوکارنو نے بودھ مت کے شعائر اور رسوم ان جگہوں پر ادا کئے جانے کی اجازت بھی دیدی تھی۔

اخیر میں یہ ضروری ہے کہ انڈونیشیا کی موجودہ دینی حالت کی تصویر کشی کے سلسلہ میں، ہم مسلمانوں کی اقتصادی، سیاسی حالت کا مختصراً جائزہ لیں۔

انڈونیشیا کی آبادی گیارہ کروڑ ہے جس میں ۹۰ فیصد مسلمان ہیں اسکے باوجود خلاف توقع کوئی موثر پیغام نہیں ہے، سیاسی، اقتصادی اور سماجی میدان میں اثر و نفوذ بالکل نہیں ہے یہاں تک کہ ان کی رائے کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ انتظامیہ، عدلیہ اور قانون سازی میں کوئی اثر نہیں ہے اس سے بہ آسانی سمجھے جا سکتے ہیں کہ سیاست، معاشیات اور عدلیہ کے فیصلوں میں اسلامی اقدار کو بالکل نظر انداز کیا جا رہا ہے اور اس کا علاج صرف یہ ہے کہ مسلمان حالات کو بدلنے کے لئے سرگرم ہو جائیں۔

آزادی کے اعلان کے وقت ۱۷ اگست ۱۹۴۵ء میں مسلمانوں کی ایک مستقل قوت تھی اور ان کا مخصوص طریقۂ حیات تھا، ان کا خاص مقام تھا ان کی سرگرمیوں کی راہیں متعین تھیں لیکن اب نہ ان میں کوئی بھائی چارگی کا جذبہ ہے جو ان کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر سکے ...... تعلق ہے جو آپس میں رابطہ قائم رہے۔

انڈونیشیا کا موجودہ اسلامی معاشرہ انتشار کا شکار ہے کیونکہ ان کا میدان جدید حالات، اور جدید مغربی زندگی کے اصول کو نمونہ بنانے کی طرف ہے اور سب سے زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ اہل اصلاح اصحاب تقوی اور کام کرنے والے افراد جن سے اسلامی معاشرہ میں چار چاند لگ سکتے ہیں، آج ڈھونڈے نہیں ملتے ...... بظاہر جدید اور مغربی قدروں کے دروازے حالات اور کھلے ہوئے ہیں جن کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے، اسلامی اخوت کا جذبہ کمزور ہو گیا ہے۔ لوگ مختلف جماعتوں اور ٹولیوں میں بٹے ہوئے ہیں اور ہر فریق اپنی اپنی جگہ خوش ہے۔ ایسی حالت میں اسلامی اخلاق کمزور اور عنقا ہو گیا ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نحیف ہو گیا ہے، اس کی جگہ چاپلوسی اور خود غرضی نے لے لی ہے۔

یہ خراب حالت دیکھتے ہوئے اور مسلمانوں کی دینی حالت جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا۔ اسلامی دعوت میں نشاط و سرگرمی کی ضرورت نہیں بلکہ شدید ضرورت ہے اور اس شدید ضرورت کا تقاضہ ہے کہ صحیح اور مکمل طور پر اسلام کی دعوت کے موثر طریقوں پر غور کیا جائے اور انڈونیشی مسلمانوں کی موجودہ حالت کو خاص طور سے ملحوظ رکھا جائے۔

دار العلوم ندوۃ العلماء کا پندرہ روزہ

اخبار

"تعمیر حیات"

کا مطالعہ کیجئے اور اسکی توسیع اشاعت میں حصہ لیجئے

سول ایجنسیاں

(۱)
اودھ جنرل اسٹورس امین آباد لکھنؤ۔
ایم ظہیر اینڈ سنس چین گنج کان پور۔

کوائفِ دار العلوم

دار العلوم میں ماہ رمضان المبارک کی تعطیلات ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۸۹ھ سے شروع ہو گئی ہیں طلباء اپنے اپنے وطن جا چکے ہیں، صرف وہ بعض طلبہ رہ گئے ہیں جو بیرون ہند کے باشندہ ہیں یا جن کو ان تعطیلات کے دوران مقالات وغیرہ مرتب کرکے داخل کرنا ہیں، انشاء اللہ ۶ شوال المکرم ۱۳۸۹ھ سے دار العلوم کے نئے تعلیمی سال کا آغاز ہوگا۔

دار العلوم میں وظائف کی منظوری کے سلسلہ میں لوگ عموماً واقفیت کی بنا پر غلطی کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ وہ جس وقت بھی دار العلوم میں پہونچ جائیں گے ان کا وظیفہ ہو جائے گا۔ اس غلطی کی وجہ سے زیر بار بھی ہوتے ہیں اور پھر غلط فہمیوں کا شکار بھی، دار العلوم میں وظائف کے سلسلہ میں ایک فارم ملتا ہے جو خط لکھنے پر دفتر اہتمام سے روانہ کیا جاتا ہے اسکی مکمل خانہ پری کرنے کے بعد مقامی معززین سے تصدیق لکھوا کر دفتر روانہ کر دینا چاہئیے۔ اوائل شوال ہی میں جن امیدواروں کے وظائف کی منظوری ہو جاتی ہے ان کو دفتر اہتمام سے منظوری کی اطلاع ذریعۂ ڈاک روانہ کی جاتی ہے اس اطلاع کے پانے کے بعد ہی دار العلوم میں آنا چاہئیے تاکہ پریشان نہ ہوں۔ یہ ان طلباء کے لئے ہے جو وظیفہ کے طالب ہیں ورنہ عموماً مدرسہ کھلنے پر طلباء کا داخلہ شروع ہو جاتا ہے۔

پچھلے شمارہ میں دار الطعام (ڈائننگ ہال) کی تعمیر کے آغاز کی اطلاع دی گئی تھی، فی الوقت ہال کے مشرقی سمت منظور شدہ نقشہ کے مطابق دو کمرے تیار ہو رہے ہیں جن کی چھت جلد ہی پڑنے والی ہے اس کے بعد انشاء اللہ ہال کی چھت ڈالی جائیگی۔

ماہ رمضان المبارک میں ہر سال حضرات اساتذۂ کرام اور سفراء اپنے حلقوں کے دورہ کرتے ہیں تاکہ عام مسلمانوں کو دار العلوم کی ضروریات کی جانب متوجہ کرکے ان سے مالی تعاون حاصل کریں ذیل میں ان حضرات کا پروگرام دیا جا رہا ہے۔

۱۔ مولانا مفتی محمد ظہور صاحب ندوی۔ کلکتہ کا دورہ فرمائیں گے۔
۲۔ مولانا محمد مرتضیٰ صاحب (ناظر کتب خانہ دار العلوم) بمبئی کا دورہ فرمائیں گے۔
۳۔ مولانا محمد ہاشم صاحب (سفیر ندوۃ العلماء) مالیگاؤں اور صوبہ گجرات کے بعض علاقوں کا دورہ فرمائیں گے۔
۴۔ مولانا محمد یعقوب صاحب ندوی (استاذ دار العلوم) شیموگہ، میسور، بنگلور، مدراس کا دورہ فرمائیں گے۔
۵۔ مولانا نذر الحفیظ صاحب ندوی (استاذ دار العلوم) حیدر آباد، نظام آباد، سکندر آباد، محبوب نگر کا دورہ فرمائیں گے۔
۶۔ مولوی عبد الرشید صاحب (سفیر دار العلوم) کانپور کا دورہ کریں گے۔
۷۔ مولانا محمد عباس صاحب ندوی (اعزازی سفیر) دھنباد، آسنسول، گیا، جھریا۔ وغیرہ کا دورہ کریں گے۔
۸۔ مولوی واجد علی صاحب (سفیر دار العلوم) صوبہ آسام روانہ ہو گئے۔
۹۔ مولوی حکیم نفیر الدین صاحب ندوی (سفیر دار العلوم) ضلع جون پور، ضلع اعظم گڈھ روانہ ہو گئے۔
۱۰۔ منشی عثمان غنی صاحب (سفیر دار العلوم) اضلاع آندھرا پردیش، وبنارس
۱۱۔ مولوی ہارون رشید صاحب۔ سفیر دار العلوم) علیگڈھ، آگرہ، دھلی سہارن پور۔
۱۲۔ مولوی عبید المختار صاحب۔ بھوپال، ہوشنگ آباد، سیہور، جھانسی، ساگر، جبل پور۔

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی صاحب ندوی زید مجدہ (ناظم ندوۃ العلماء) ۱۳ اکتوبر ۱۹۶۹ء کو رابطۂ العالم الاسلامی کے اجلاس میں شرکت کے لئے حجاز مقدس میں تشریف لے گئے ہیں آج کل مدینہ منورہ میں ہیں انشاء اللہ وسط رمضان المبارک کے بعد واپس تشریف لائیں گے۔

احباب اور مخلصین سے درخواست ہے کہ اس ماہ مقدس میں دار العلوم کے لئے زیادہ سے زیادہ مالی اعانت کا اہتمام کریں گے۔ اللہ تعالے جزائے خیر دے۔ آمین۔

بقیہ۔ نتائج امتحان سالانہ درجات ثانویہ

درجہ دوم

۲۵۔ محمد عرفان دوم مترقی
۲۶۔ بابر حسین "
۲۷۔ نظام الدین "

درجہ اول

۱۔ محمد ایثار عظیم کامیاب اول ۱
۲۔ شفیق احمد ثانی " " ۲
۳۔ عبد الکریم " " ۳
۴۔ محمد فہیم " " ۴
۵۔ محمد نعیم " " ۵
۶۔ محمد راشد " " ۶
۷۔ پرویز عالم " " ۷
۸۔ حبیب الرحمن " دوم ۸
۹۔ سید محمد عبید الرحمن " " ۹
۱۰۔ حفاظت اللہ " " ۱۰
۱۲۔ ترنم ندوائی " سوم ۱۱
۱۳۔ عبد المعز " " ۱۲
۱۴۔ لطف الرحمن مترقی

درجہ اطفال

۱۔ صفیہ بانو کامیاب اول ۱
۲۔ محمد افتخار " دوم ۲
۳۔ عبد المعین " " ۳
۴۔ مہتاب " " ۴
۵۔ عبد العزیز " " ۵
۶۔ معراج الحسن " سوم ۶
۷۔ عبد المعید " " ۷
۸۔ محمد منظہر " " ۸
۹۔ محمد عرفان عظیم " " ۹
۱۰۔ ساجد علی " " ۱۰
۱۱۔ مجیب اللہ " " ۱۱
۱۲۔ شمس النساء مترقی
۱۳۔ جلیس اقبال "
۱۴۔ شفاعت علی "
۱۵۔ عبد الملک "

محب اللہ
دستخط
جناب مہتمم صاحب دار العلوم ندوۃ العلماء
لکھنؤ

نتائج امتحان سالانہ درجات ثانویہ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ بابت سال ۱۳۸۹ھ

درجہ نہم

۱- وقار عظیم صدیقی کامیاب اول ۱
۲- محمد معاذ اندوری " ۲
۳- عصمت اللہ تبتی " ۳
۴- عبدالرحمٰن " ۴
۵- عبدالعزیز " ۵
۶- سید سلمان حسینی " ۶
۷- دلشاد احمد " ۷
۸- افتخار احمد " ۸
۹- تمیز الدین " ۹
۱۰- سید محمد طارق " ۱۰
۱۱- شمعون نعمانی دوم ۱۱
۱۲- محمد حنیف " ۱۲
۱۳- محمد ادریس " ۱۳
۱۴- عقیل احمد " ۱۴
۱۵- محمد خالد " ۱۵
۱۶- محمد قاسم سورتی " ۱۶
۱۷- عبدالرحیم خاں مترقی
۱۸- محمد طارق " "
۱۹- معین الدین " "
۲۰- خلیل الرحمٰن " "

درجہ ہشتم

۱- عبدالرحمٰن بٹ کامیاب اول ۱
۲- مجید اختر دوم ۲
۳- عبدالصبور " ۳
۴- محمد خلیق دوم ۴
۵- سید عبداللہ حسنی " ۵
۶- محمد اسعد " مترقی
۷- معین الاسلام " "
۸- عبداللہ مستقیم " "
۹- منیر احمد " "

درجہ ہفتم

۱- شمیم احمد کامیاب اول ۱
۲- منظور احمد " ۲
۳- نثار احمد کامیاب اول ۳
۴- سید محمد قاسم " ۴
۵- انوار الحق دوم ۵
۶- منظفر فخر الدین " ۶
۷- اشتیاق احمد " ۷
۸- انوار عالم " سوم ۸
۹- عبدالحمید مترقی
۱۰- محمد رقیب "
۱۱- محمد سہیل "
۱۲- شمس الہدیٰ "
۱۳- احسن سعید "

درجہ ششم

۱- دانش اختر کامیاب اول ۱
۲- حافظ فہیم الدین " ۲ الف
۳- خورشید احمد " ۲ ب
۴- حافظ عبدالمبین " ۳
۵- سرفراز احمد " ۴ الف
۶- سید مسعود الحسن " ۴ ب
۷- سید محمد طٰہٰ " ۵
۸- غلام نبی " ۶
۹- عمر عادل قاسمی " ۷
۱۰- محمد شعیب دوم ۸
۱۱- نور الہدیٰ " ۹
۱۲- عبدالواحد " ۱۰
۱۳- محمد کامل " ۱۱
۱۴- محمد یوسف بٹ " ۱۲
۱۵- عبدالحسیب " ۱۳
۱۶- اصغر علی سوم ۱۴
۱۷- محمد نسیم " ۱۵
۱۸- محمد اسلم " ۱۶
۱۹- شمیم اختر مترقی
۲۰- ذاکر علی اول "
۲۱- عبدالرشید "
۲۲- محمد وصی "
۲۳- سید خلیل الرحمٰن "

درجہ پنجم

۱- رضوان احمد کامیاب اول ۱
۲- عبدالغفار " " ۲
۳- محمد ولی " " ۳
۴- فہیم الدین " " ۴
۵- ناصر الدین ثانی " " ۵
۶- محمد ابراہیم " " ۶
۷- سلمان احمد " " ۷
۸- ناصر الدین اول " دوم ۸
۹- محمد یوسف " " ۹
۱۰- محمد صدیق " " ۱۰
۱۱- محمد اکبر " " ۱۱
۱۲- محمد نبی " سوم ۱۲
۱۳- عبدالاحد " " ۱۳
۱۴- محمد ظہیر مترقی
۱۵- محمد لطیف "

درجہ چہارم

۱- محمد ہاشم کامیاب اول ۱
۲- حبیب اشرف " " ۲
۳- نور الحسن " دوم ۳
۴- اکرم حسین " " ۴
۵- حفیظ الرحمٰن " " ۵
۶- محمود عالم " " ۶
۷- زبیر احمد مترقی
۸- رحمت علی "

درجہ سوم

۱- محمد سلمان کامیاب اول ۱
۲- عبدالحکیم " " ۲
۳- بشیر احمد " دوم ۳
۴- ظہیر احمد " " ۴
۵- محمد اسحٰق " " ۵
۶- محمد جمیل " " ۶
۷- محمد الیاس خورد " " ۷
۸- محمد حفیظ " " ۸
۹- سید محمد عبدالرحمٰن کامیاب دوم ۹
۱۰- غلام محمد " سوم ۱۰
۱۱- حسین الرحمٰن " سوم ۱۱
۱۲- شہید احمد " " ۱۲
۱۳- خالد کمال " " ۱۳
۱۴- محمد امان اللہ " " ۱۴
۱۵- محمد مطیع اللہ مترقی
۱۶- محمد سعید "
۱۷- عزیز الرحمٰن "

درجہ دوم

۱- محمد ابراہیم کامیاب اول ۱
۲- محمد اقبال " " ۲
۳- شرافت اللہ " " ۳
۴- عبدالمجید " " ۴
۵- رخسانہ خاتون " " ۵
۶- افسر حسین " " ۶
۷- پیر خاں " " ۷
۸- محمد فیروز " " ۸
۹- محمد متین " " ۹
۱۰- ابو سالم " دوم ۱۰
۱۱- محمد شفیع " " ۱۱
۱۲- محمد طیب " " ۱۲
۱۳- عتیق الرحمٰن " " ۱۳
۱۴- سراج الدین " " ۱۴
۱۵- عزیز الرحمٰن " " ۱۵
۱۶- محمد فاروق " " ۱۶
۱۷- اسماء خاتون " " ۱۷
۱۸- عرفان اول " سوم ۱۸
۱۹- معراج احمد " " ۱۹
۲۰- فریدہ خانم " " ۲۰
۲۱- محمد سلیم " " ۲۱
۲۲- محمد مستقیم " " ۲۲
۲۳- انوار احمد مترقی
۲۴- نعمت اللہ "

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

از:- حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

دار العلوم ندوۃ العلماء عالم اسلام کا مشہور دینی و علمی مرکز ہے جو ستّر سال سے علم دین کی خدمت انجام دے رہا ہے اور الحمد للہ اسکے فضلا ہندوستان اور بیرون ممالک میں علمی و دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

یہ حقیقت نہایت قابل توجہ ہے کہ مسلمانوں کی ہر طرح کی فلاح و بہبود ان کے اس دین سے وابستہ ہے جسکو لیکر حضور اکرم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے، مسلمان جس قدر اس حقیقت کیطرف توجہ کرینگے، اور جسقدر دینی کاموں میں دلچسپی اور بلند ہمتی سے حصہ لیں گے اسیقدر اللہ تبارک و تعالیٰ کیطرف سے ان کی حفاظت و کامیابی کا فیصلہ ہوگا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم (اگر تم اللہ کی مدد کروگے وہ تمہاری مدد کریگا اور تمہارے قدم جمادے گا۔)

ہندوستان کے موجودہ حالات میں ایسے دینی اور علمی اداروں کا استحکام نہایت ضروری ہے جو اسلام کی حفاظت اور مسلمانوں میں علم دین کی اشاعت کے لئے کوشش کررہے ہیں۔ الحمد للہ کارکنان دار العلوم ندوۃ العلماء بھی اس جد و جہد میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ اخلاص و قبولیت سے نوازے۔

اس وقت دار العلوم میں ہندوستان کے دور دراز علاقوں کے علاوہ جنوبی افریقہ، مشرقی افریقہ، ملیشیا، مڈغاسکر، نیپال وغیرہ کے طلباء بھی زیر تعلیم ہیں طلبا کی مجموعی تعداد ساتسو چونسٹھ ہے، ان میں غیر ملکی ستر ہیں۔ اس سال غیر مستطیع طلباء کو تقریبًا نوے ہزار کے وظائف (اسکالرشپ) دیئے گئے۔ حضرات مدرسین اور ... کی مجموعی تعداد ساٹھ ہے۔ اسوقت ندوۃ العلماء کے سالانہ اخراجات تقریبًا چار لاکھ ہیں۔

ملک میں شدید گرانی اور اس سے پیدا شدہ مشکلات کا اب ہر شخص کو خوب اندازہ ہوچکا ہے۔ اس صورتحال کا سخت اثر دار العلوم پر بھی ہے اور اسکو اپنے ضروری اخراجات پورا کرنے میں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اجتماعی بڑے کام بغیر عمومی تعاون کے انجام نہیں پاتے۔ ہمارے مسلمان بھائیوں کو اس اہم کام میں فیاضی اور حوصلہ سے توجہ کی ضرورت ہے خصوصًا رمضان المبارک میں، صحیح روایات کے مطابق اس ماہ مبارک میں ہر عمل کا ثواب ستر گنا ملتا ہے۔ علم دین اور طالبان علم دین پر مسلمانوں کی جو پاک کمائی خرچ ہوگی انشاء اللہ وہ آخرت میں اجر عظیم اور دنیا میں خیر و برکت کا باعث ہوگی۔ میں تمام مسلمانوں خصوصًا اہل استطاعت سے گذارش کرتا ہوں کہ وہ حسب حیثیت فراخدلی سے دار العلوم کی مدد فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

رمضان المبارک اور اس کے علاوہ مختلف اوقات میں بعض حضرات اساتذہ و سفراء دار العلوم کے سلسلہ میں مختلف علاقوں میں تشریف لیجاتے رہتے ہیں۔ مقامی طور پر اگر دردمند و اہل خیر حضرات دلچسپی سے تعاون فرمائیں تو انشاء اللہ دار العلوم کی اعانت کا بڑا کام ہوسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دین کی حمایت و نصرت کی دولت سے سرفراز فرمائیں —— آمین

نوٹ:- جو حضرات براہ راست اپنی رقوم بھیجیں وہ مندرجہ ذیل پتہ پر روانہ فرمائیں، رقوم جس مد کی ہوں اسکی صراحت ضروری ہے۔ چیک، ڈرافٹ بھی مندرجہ ذیل پتہ پر ہوگا

ناظم صاحب ندوۃ العلماء، ندوہ، لکھنؤ۔

NAZIM NADWATULULAMA LUCKNOW (India)

شعبۂ تعمیر و ترقی ندوۃ العلماء لکھنؤ ۲۰ر شعبان ۱۳۸۹ھ

شائع کردہ